کارروائی

ندوۃ العلما و دار العلوم بابت سال ہفتم

جو

ندوۃ العلما کے اجلاس ہشتم منعقدہ ۲۳-۲۴-۲۵-۲۶ شعبان ۱۳۱۹ھ [illegible] کی گئی

مع

تقریر شیخ عبد القادر صاحب بی اے ایڈیٹر اینڈ پروپرائٹر و مالک

مخزن لاہور و قصیدۂ عربیہ مولوی عبد الجبار صاحب عمرپوری

باہتمام

جلسۂ انتظامیہ ندوۃ العلما

مطبع انوار محمدی لکھنؤ میں چھپکر شائع کی گئی

یا قومنا اجیبوا داعی اللہ

مسلمانو! اپنے خیرخواہونکی پکار سنو! وہ تمہاری دینی و دنیوی بہبودی کے واسطے اپنا وقت صرف کرتے ہین اور اپنا خرچ کرکے ندوۃ العلما کے جلسون مین شریک ہوتے ہین اور ابتک کسی قسم کی بدنیتی یا اغراض نفسانی کی ان کامون مین شرکت نہین اگر تمنے انکی محنت اور جانفشانی کی قدر نہ کی اور انکے شریک نہ ہوئے تو تم خود خیال کرو کہ اسمین کسکا نقصان ہے؟ کیا وہ شخص جو اپنے بھائیون کو تباہ ہوتے دیکھے اور ہاتھ نہ ہلائے اور زور و زر سے دریغ کرے مواخذۂ اُخروی سے بچ سکتا ہے؟ یا دنیا مین کوئی قوم تباہ اور ذلیل ہو تو اُسکے کسی فرد کو شخصی عزت حاصل ہوسکتی ہے؟ ہرگز نہین۔ خدا سے ڈرو اور جو قوت و دولت خدا نے تمکو دی ہے اُسکو اُسی کی راہ مین صرف کرو اگر ندوۃ العلما کے ارکان اس بات کے خواہشمند ہون کہ اسکی وجہ سے انکی عزت بڑھے اور اقتدار حاصل ہو تو تمکو انکی بات نہ سُننا چاہیے مگر جبکہ وہ تمہاری بھلائی کا سامان جمع کر رہے ہین اور چاہتے ہین کہ دنیا مین تم عزت اور خوشدلی کے ساتھ زندگی بسر کرو اور آخرت مین بھی تمکو خدا کے سامنے سُرخروئی حاصل ہو تو پھر انکی تجویزوں کی تعمیل سے اغماض کرنے کی کوئی وجہ نہین۔

ندوۃ العلما نے جو کام شروع کیے ہین انمین سب سے زیادہ اہم اور مفید دارالعلوم اسلامیہ ہے جو لکھنؤ مین کھولا گیا ہی اور طلبہ کے رہنے کے لیے دارالاقامہ (بورڈنگ ہوس) قائم کیا گیا ہی اور اسکے لیے گولہ گنج مین ایک عمارت ہزار ہا روپیہ صرف کرکے درست کیگئی ہے تاہم وہ عمارت موجودہ حالت کے اعتبار سے بھی ناکافی ہے چہ جائیکہ وہ درجے جو ابتک کھولے نہین گئے کھولدیے جائین علاوہ اسکے وسط شہر مین دارالعلوم اور دارالاقامہ کا ہونا اغراض ندوۃ العلما کے منافی بھی ہے ابتدا مین کام شروع کردینے کی غرض سے اس عمارت کو لے لیا گیا تھا اب ارکان چاہتے ہین کہ باہر شہر کے مناسب مقام پر اپنی ضرورت کے موافق عمارتین بنوائین مگر اسکے واسطے زر خطیر کی حاجت ہے اور جبتک دولتمند مسلمان توجہ نہ کرین یہ حاجت پوری نہین ہوسکتی۔ دوسری بہت اہم ضرورت وظائف کی ہے جس کثرت سے وظائف جمع ہونگے اُسیقدر شرفا کے بچونکو فائدہ حاصل کرنے کا موقع ہوگا وظیفہ / اعانت کی مقدار پانچ روپیہ ماہوار ہے تیسری ضرورت کتبخانہ کی ہی علاوہ اسکے دارالعلوم کے مصارف ضروری کے لیے (شل تنخواہ مدرسین) کافی اور مستقل سرمایہ ہونا چاہیے جسپر مدرسہ کا بقا اور استحکام موقوف ہی اور چندہ سے جو کام کیا جاتا ہے اسکو استحکام نہین ہوتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبہ نستعین

جناب صدر انجمن - ارکان ندوۃ العلما - اعیان صوبۂ بنگال!

قبل اسکے کہ مین ندوۃ العلما کی سالانہ کارروائیان بیان کرون ایک اہم اور ناگزیر واقعے کا افسوس اور حسرت کے ساتھ اظہار کرنا چاہتا ہون جس سے ایسے موقع پر چشم پوشی کرنا ناسپاسی مین داخل ہے اور وہ ہر مجسٹی ملکۂ معظمہ قیصرۂ ہند کی وفات کا سانحہ ہے جو ہندوستان کے بیا سات کرور مسلمانونکی فرمانروا تھین اور جنکے عہد مین ہم سب مسلمان نہایت آزادی کے ساتھ اپنے فرائض مذہبی ادا کرتے تھے یہان تک کہ اپنی دینی و دنیوی بہبودی کے خیال سے ہمنے ندوۃ العلما قائم کیا اور آج اسقدر علما مشائخ - رؤسا - اور عامۂ اہل اسلام ایک جگہ مجتمع ہوئے ہین جسکی نظیر چند سال پیشتر نہین ملسکتی - مگر دنیا مین رنج و راحت توام ہین ہمکو خوش ہونا چاہیے کہ اُنکے بعد وارث تخت و تاج ایڈورڈ ہفتم نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ مین لی ہے اور وہ اُنہی عالیشان ملکہ کے خلف الرشید ہین جنکی خوبیان لوگون کو ہمیشہ یاد رہین گی -

حضرات! سال گذشتہ مین ندوۃ العلما کا اجلاس ہفتم جس شان و شوکت کے ساتھ عظیم آباد پٹنہ مین ہوا ہے اُسکو اکثر حضرات نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے اور جنھون نہین دیکھا اُن کو روداد کے دیکھنے سے اسکا اندازہ ہوچکا ہوگا اس جلسے کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اسمین نئے اور پُرانے خیال کے دونون گروہ شریک تھے - اِنکے ایک جگہ مجتمع ہونے اور ایک دوسرے کی تقریرون کے سننے سے بدگمانی کے حجاب بہت کچھ رفع ہوگئے ہین

علما نے اُنکو محبت کی نگاہون سے دیکھا اور اُنھون نے علما کے ساتھ ادب اور حسنِ ارادت کا برتاؤ کیا ہے امید ہے کہ رفتہ رفتہ وہ حدِ فاصل جو سد سکندری سے زیادہ مضبوط سمجھی جاتی ہی ہباءً منثورا ہوکر اُڑجاے گی اور اِن دونون کے خیالات ایک سطح پر آجائینگے مگر وہ سطح وہی ہو گی جسکو ہم صراط مستقیم سے تعبیر کرتے ہین۔

چندے کے اعتبار سے اِس جلسے کو گذشتہ جلسون سے امتیاز نہین تھا مگر جس جوش اور بیتابی کے ساتھ مسلمانون نے مدد کی ہے وہ اِس سے ظاہر ہے کہ باوجود کوشش کے لکھنے والون کو دینے والونکے نام نہین معلوم ہوسکے اِسی وجہ سے روداد کی فہرستین بہت سے دینے والون کے نام سے خالی ہین۔ بہت سے حضرات ایسے بھی ہین جنکا نام کسی طرح دریافت ہوگیا مگر وہ اِسپر رضامند نہین ہوے کہ انکے نام کی اشاعت کیجاے مسلمانونکا یہ خلوص اور للہیت بڑی قدر اور اعتراف کے قابل ہے۔

جلسے سے پہلے پٹنے مین طاعون کی چند وارداتین ہوچکی تھین اسوجہ سے رائین متزلزل ہوگئی تھین کہ اِس سال پٹنے مین جلسہ کیا جاے یا نہین۔ آخر کو کچھ دنون کے لیے اِسکو ملتوی کردینا پڑا۔ اِسکے بعد پھر رؤساے پٹنہ نے صاحب کمشنر بہادر قسمت پٹنہ سے مشورہ کرنے کے بعد دعوت دی اور جلسے کی تاریخین مقرر کین اور جلسہ بہت دھوم سے ہوا اس اثنا مین کوئی واردات نہین ہوئی لیکن جلسے کے ہوچکنے کے بعد ہی زور و شور سے طاعون پٹنے مین آیا اور ایک عرصے تک طاعون کی شدت رہی ابھی جب کمی ہوئی تو ہیضہ آیا اِن متواتر پریشانیونکی وجہ سے روداد کی اشاعت مین بہت تاخیر ہوگئی رؤساے پٹنہ جنھون نے کام کیے تھے پریشانی کیوجہ سے ارکان و چندہ دہندگانکی فہرستین اور گوشوارۂ آمد و صرف اور انتظامی رپورٹین نہین دیسکے ایک مدت کے بعد حساب کے کاغذات دستیاب ہوے تاہم بعض مقامون سے فہرستین اُسوقت تک نہین آئین جب تک کہ روداد چھپ نہین چکی اور انتظامی رپورٹ ملی ہی نہین وہ دفتر کی متفرق

فروگذاشتون سے مرتب کی گئی - مین سمجھتا ہون کہ اِس بے ترتیبی کی وجہ سے فہرستون مین بہت سی غلطیان رہگئی ہونگی - نیز اسوجہ سے بھی کہ چندہ دینے کے وقت مسلمانون نے ایسا جوش ظاہر کیا تھا کہ اُنکو اپنے نام کے بتانے اور ظاہر کرنے مین بھی تامل ہوتا تھا بہت سے حضرات کے نام بھی نہین لکھے جاسکے جسکا ارکان انتظامیہ ندوۃ العلما کو سخت افسوس ہے مگر مذکورۂ بالا مجبوریون پر جو حضرات خیال کرین گے وہ امید ہے کہ اِن فروگذاشتون سے درگذر فرمائین گے -

حضرات ! ہمکو اِس بات کا سخت افسوس ہے کہ جلسۂ گذشتہ مین سوء اتفاق سے ہمارے خاص خاص ارکان شریک نہین ہوسکے - جناب مولانا محمد لطف اللہ صاحب اُسی زمانے مین سخت علیل تھے اور صرف علالت کی وجہ سے اُنھون نے رخصت حاصل کی تھی اور دہلی مین علاج کر رہے تھے - مولانا ابو محمد عبد الحق صاحب دہلوی نے بھی علالت کی وجہ سے مسہل لیا تھا اور شمس العلما مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی کے والد ماجد شدت سے علیل تھے اور اسی زمانے مین اُنھون نے رحلت فرمائی - اِن مجبوریون پر نظر کر کے ہر شخص یہ راے قائم کر سکتا ہے کہ انکا شریک نہ ہونا مجبوری سے تھا باوجودیکہ مولانا محمد لطف اللہ صاحب کو حسب دستور نواب مدار المہام سرکار عالی نے شرکت جلسہ کی اجازت عنایت فرمائی تھی اور خود مولانا ممدوح بھی چاہتے تھے (جیسا کہ اُنکی ایک تحریر سے جو روداد کے صفحہ ۱۲ پر درج ہے) یہ امر ثابت ہوتا ہے مگر صحت و مرض پر کسکو قابو ہے وہ شریک نہ ہوسکے - اِسکو ہمارے بعض احباب نے رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کیا ہے اور وہ یہ چاہتے ہین کہ اہل اِسلام کو باور کرائین کہ اُن حضرات کو ندوۃ العلما کے ساتھ کچھ دلچسپی نہین ہے - شاید وہ اِس بات کو نہین جانتے کہ جسکو خدا نے عقل سلیم دی ہے وہ ایسی دور از کار باتون پر نظر نہین کرے گا - ندوۃ العلما کی عمدگی کی بیشک یہ بھی ایک دلیل ہے کہ اِسکے ارکان ایسے ایسے عالم و فاضل ہین جو اپنی اپنی قابلیتون کے اعتبار سے

ہندوستان مین بے مثل سمجھے جاتے ہین۔ مگر اسکی حُسن و خوبی کو اِسی پر محدود سمجھنا بڑی غلطی ہے۔ اِسکو جو کچھ قبولیت و عظمت ہے وہ اِسکے مقاصد اور وقت و ضرورت کے اعتبار سے ہے۔ یہ کون نہین جانتا کہ آجکل ہم مسلمانون مین نفاق اور خودغرضی کا مادہ بڑھتا جاتا ہے اور دنیا مین کوئی قوم جسمین ایسی رذیل خصلتین ہون تنزل سے اپنے آپ کو نہین بچا سکتی۔ سچ یہ ہو کہ خود ہمارے ناعاقبت اندیش بھائیون نے ندوۃ العلما کی ضرورت کو یقین کے مرتبے پر پہونچا دیا ہے۔ اگر ہم مین ایسے لوگ موجود نہ ہوتے جو اپنے ہی گھر مین آگ لگا رہے ہین تو ندوۃ العلما کے قائم کرنے کی کچھ ضرورت نہ ہوتی۔

جلسہاے انتظامیہ

سال زیر بیان مین حسب معمول جلسہاے انتظامیہ باوقات مختلف منعقد ہوئے اور ان مین علاوہ انتظام معمولی کے حسب مندرجۂ ذیل مباحث طے ہوئے۔

(۱) ہر مجسٹی ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کی وفات پر اظہار افسوس کے ساتھ یہ تجویز منظور ہوئی کہ انکی یادگار مین وکٹوریہ اسکالرشپ کے نام سے وظیفہ قائم کیا جائے۔

(۲) درجۂ اوسط کا یکسالہ نصاب بنایا گیا اور انگریزی زباندانی کا نصاب جسکو منشی احتشام علی صاحب نے ترتیب دیا تھا منظور ہوا۔

(۳) یہ تجویز منظور ہوئی کہ دارالاقامہ مین مستطیع طلبا کے قیام و طعام کے لیے علاوہ پانچ روپے ماہوار کی شرح کے دو شرحین اور کھولی جائین۔ اعلی درجے کی شرح ۱۵ پندرہ روپے ماہوار اور متوسط کی ۱۰ دس روپے ماہوار اور ادنے کی شرح وہی ۵ پانچ روپے ماہوار جو پہلے تھی۔

(۴) مولوی مسیح الزمان خان صاحب اُستاد حضور نظام دکن و رئیس شاہجہانپور نائب ناظم منتخب ہوئے۔

(۵) یہ تجویز منظور ہوئی کہ ایک خزانچی مقرر کیا جائے جس سے پانسو روپے کی

ضمانت لیجائے اور کوئی چک بدون تصدیق نائب ناظم اور ایک رکن مال اور بصورت غیر موجودگی نائب ناظم ایک رکن مال اور ایک رکن انتظامی غیر ملازم کے قابل نفاذ نہ ہوگا۔

(۶) یہ تجویز منظور ہوئی کہ ہفتہ وار داخل و مخارج کے نقشے ارکان موجودہ شہر کے پاس بھیجے جائین اور انسے دستخط کرا کے محفوظ رکھے جائین۔

(۷) یہ تجویز منظور ہوئی کہ اجلاس ہشتم ندوۃ العلما مین یہ تحریک پیش کیجائے کہ قواعد وضوابط ندوۃ العلما کی ترمیم۔ تجدید۔ تنسیخ کے لیے ایک مجلس خاص حسب دفعہ ۵۶ منتخب کیجائے۔

انتظام دار العلوم

شروع سے دار العلوم کے انتظام مین جو نمایان ترقی ہوتی آئی ہے اُسکے لحاظ سے سال زیر بیان مین کچھ کم ترقی نہین ہوئی جیسا کہ آپکو دار العلوم کی مفصل رپورٹ سے معلوم ہوگا مین اس موقع پر اُنھین باتون کا ذکر کرونگا جنکو مجلس انتظامیہ ندوۃ العلما سے تعلق ہے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس سال درجۂ متوسط کی یکسالہ خواندگی کا افتتاح کیا گیا دوسرے یہ کہ حسب تجویز جلسۂ انتظامیہ منعقدۂ ۲۶ شوال ۱۳۱۵ھ کے انگریزی زباندانی کا نصاب مرتب کیا گیا اور غرۂ ربیع الاول ۱۳۱۹ھ کو انگریزی زبان دار العلوم مین داخل کیگئی جسکو زبان ثانی کے طور پر ہر طالب العلم اختیار کر سکتا ہے۔

مگر صاحبو! انگریزی زبان کو دار العلوم کے نصاب مین داخل کرنا بہت سی لوگون کو اس حیثیت سے ناگوار ہوا ہے کہ علوم و فنون عربیہ کے ساتھ اسکا اختلاط انکو پسند نہین اور وہ یہ سمجھتے ہین کہ تھوڑے دنون کے بعد انگریزی غالب اور عربی مغلوب ہوجائے گی۔ اِنکی نظیر مین وہ دوسرے مدرسونکو پیش کرتے ہین۔ یہ خیال انکا شاید نیک نیتی پر مبنی ہو مگر اسمین کچھ شبہہ نہین کہ ان حضرات نے سرسری طور پر یہ راے

قائم کرلی ہے۔ ہر کام مین احتمال کو بہت کچھ گنجایش ہوتی ہے اگر احتمال ہی کو پیش نظر رکھا جائے تو دنیا مین کوئی کام نہین ہو سکتا۔ خود ارکان ندوۃ العلما کے خیالات مین جنکے ہاتھ مین دارالعلوم کا حل و عقد ہے آیندہ تبدیلی ہو یا اُنکے قائم مقام ان جیسے پیدا نہ ہون جس سے ندوۃ العلما اور دارالعلوم کے اُصول و مقاصد بدل جائین تو اسکی دوسری بات ہی۔ ورنہ اِسکی کوئی وجہ نہین کہ انکے خلاف فراج اُصول خود بخود قائم ہوجائین اور دارالعلوم کی کل جو ایک طور پر چل رہی ہے چلتے چلتے خود بخود بدون تحریک و ارادے کے دوسری چال چلنے لگے۔

ایک دوسرا گروہ اور ہے جو انگریزی کے موجودہ نصاب کو ناقص اور بیکار بتاتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ یونیورسٹی کے امتحانات کا بھی دارالعلوم انتظام کرے ممکن ہے کہ موجودہ نصاب مین کچھ کمی ہو اور تجربے کے بعد وہ ظاہر ہو جیسا کہ ہر ایک کام کے آغاز مین ہوا کرتا ہے لیکن جنکو تعلیمی معاملات مین کچھ درک ہی وہ اِس بات کو بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ خود یونیورسٹی کے نصاب تعلیم کا بار اسقدر گران ہے جو آسانی سے برداشت نہین ہو سکتا چہ جائیکہ اِسکے ساتھ عربی علوم و فنون اور دینیات کی تعلیم پورے طور پر دیجائے۔ علاوہ اِسکے اُنھون نے اِس بات پر غور نہین فرمایا کہ دارالعلوم کے نصاب درس مین کیا کیا چیزین داخل ہین علاوہ عربی علوم و فنون کے اسمین حساب و ہندسہ اور جغرافیے کی اُسی طور پر تعلیم دیجاتی ہے جیسا کہ سرکاری مدارس مین تعلیم دیجاتی ہے اور تاریخ کا بھی ایک معتد بہ حصہ پڑھایا جاتا ہے صرف انگریزی ادب کی کمی تھی جب ایک حد تک یہ بھی پوری ہو جائے گی تو کیا یہ ممکن نہین ہے کہ طالب علم دارالعلوم سے نکل کے تھوڑی محنت کرنے کے بعد سرکاری امتحانات مین شامل ہو سکے اور ہم خرما و ہم ثواب کا مضمون پورا ہو جائے۔ مین سمجھتا ہون کہ جن بزرگون نے تعلیم کے مختلف پہلو اور جوانب پر غور کیا ہوگا اُنکو اِس نصاب اور اِس طرز تعلیم کی

معقولیت مین کچھ شک نہ ہوگا۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔

انتظام یتیم خانہ

یتیم خانۂ کانپور کے انتظام مین بھی اِس سال بہت کچھ خوبی پیدا ہوگئی ہے اور بار قرض سے اسکو ایک حدتک سبکدوش کردیا گیا ہے۔ سالہاے گذشتہ کی رپورٹون مین مین نے بیان کیا ہے کہ اُسکی عمارت کے واسطے گورنمنٹ نے مہربانی فرماکر ایک قطعہ زمین کا عنایت فرمایا تھا اور اسکے کام شروع کردینے کے لیے ایک وقت مقرر کردیا تھا اِسلیے بدون انتظار سرمایہ کے کام شروع کردیا گیا۔ عمارت کا تخمینہ بارہ ہزار روپے کا تھا اسمین سے ایک حصہ عمارت کا چار ہزار روپے مین تیار ہوا۔ مولوی حبیب الرحمن خان صاحب رئیس بھیکن پور و حاجی فخرالدین صاحب سوداگر کانپور نے بیش بہا مدد دی تاہم ایک ہزار روپے کے قریب اسپر قرض ہوگیا جسکی وجہ سے اِسکے معمولی انتظام مین نقص پیدا ہوگیا تھا اِسلیے ندوۃ العلما نے اپنے سرمایۂ مین سے پانسو روپے اسکو دیے تاکہ قرض ادا ہوجاے جو انتظام مین خلل انداز ہے اور مولوی محمد اشرف صاحب وکیل کانپور و منشی شوکت حسین صاحب سب اورسیر کانپور کو تکلیف دی کہ وہ یتیمخانے کی نگرانی اور ذمہ داری قبول فرمائین۔ اِن حضرات نے باوجود کثرت مشاغل کے حسبۃ للہ قبول فرماکر یکم جون سنہ ۱۹۰۱ع کو اسکا چارج لیا اور اِسکے حساب کی جانچ کرنے کے بعد قرض ادا کیا اور قابل اطمینان انتظام کردیا ہے اِس موقع پر نواب سیف اللہ خان صاحب ڈپٹی کلکٹر اور منشی امین الدین صاحب تحصیلدار کانپور کی توجہ اور مہربانی کا ذکر کرنا ضرور ہے ان حضرات کی توجہ سے یتیم خانے کو بہت مدد ملی درحقیقت نواب صاحب ممدوح نے اُس سے زیادہ توجہ کی جو بحیثیت وزیٹر ہونے کے انکو کرنا چاہیے تھا

مجلسہای ماتحت

سال گذشتہ کی رپورٹ مین مین نے اس بات کو بھی ظاہر کیا تھا کہ اکیس مقامون پر مجلسہای ماتحت معین الندوہ کے نام سے

قائم ہین اور انمین سے مین نے صرف دو ہی تین مجلسونکی کارگزاری بیان کی تھی اور یہ امید ظاہر کی تھی کہ مجکو سال آیندہ مین یہ مجلسین موقع دین گی کہ مین انکی کارگزاری آپکی خدمت مین پیش کرسکون مگر افسوس ہے کہ اس سال بھی مجکو دو ہی تین مجلسونکی کارگزاری بیان کرنے کا موقع ملا ہے۔

(۱) سب سے پہلے معین الندوہ بانکی پور وپٹنہ کا ذکر کرونگا جسکی کارگزاریکا کرشمہ پٹنے مین اکثر حضرات دیکھ چکے ہین۔ اِسنے جس محبت وعظمت سے ندوۃ العلما کو دعوت دی اور جس خوبی اور عمدگی کے ساتھ میزبانی کی اسکا ذکر کرنا کچھ ضرور نہین آپنے دیکھا ہی اور نہین دیکھا تو سنا ہے خود اِسکی کارگزاری کی قدر کرسکتے ہین اِسی معین الندوہ نے جابجا اپنے صرف سے وکلا کو صوبۂ بہار کے مختلف مقامون پر دورے کے واسطے بھیجا۔ اور مظفر پور۔ دربھنگہ۔ سمستی پور۔ مونگیر۔ بھاگلپور مین مجلسہای ماتحت قائم کرائین۔

(۲) معین الندوہ اسلام پور ہے جسنے معین الندوہ مذکور الصدر کے دوش بدوش کام کیا ہے اور سال زیر بیان مین ایک ہزار سات سو چھبین روپے بارہ آنہ بتفصیل ذیل جمع کیے۔

بابت چندۂ میزبانی۔ سار چندۂ رکنیت۔ سا ۸ عہ سرمایۂ دار العلوم۔ سا للعہ ۱۲ وظائف دوامی۔ لعہ عطا یکمشت بابت وظائف سہ چندۂ رکنیت معین الندوہ سہ

یہ کامیابیان درحقیقت مولوی شاہ منیر الدین احمد صاحب رئیس اسلام پور کی دردمندی اور بلند حوصلگی کے ہین نتیجے ہین جو اِس مجلس کے سکریٹری اور روح روان ہین۔

(۳) معین الندوہ شملہ جسنے ابتدا سے ابتک اپنے فرائض سے ایک دن کے لیے بھی پہلو تہی نہین کی اور جب سے وہ قائم ہوئی ہے ہمیشہ اِسکی کارگزاری دکھانے کا مجکو موقع ملتا ہے یہ مجلس اگرچہ ایسے مقام پر قائم ہوئی ہے جو ہمیشہ آباد نہین رہتا۔ اور وہان کے مسلمان باشندے تمول یا دولت کے اعتبار سے نمایان نہین ہین لیکن ان کا

خلوص اور اُنکی للّٰہیت دلی اعتراف کے قابل ہے جو اپنے تعلقات دنیاوی کے ساتھ
اپنی پاکبازی اور اسلامی دردمندی کا ثبوت بھی دیتے رہتے ہین مسلمانونمین ایسے افراد
موجود ہین جنکے نزدیک سیکڑون اور ہزارون روپے کا دیدینا کچھ بڑی بات نہین - مگر
جس طریقے سے کہ اس مجلس کے ارکان چندہ جمع کرتے ہین اور اپنے استقلال و ہمت سے
قطرہ قطرہ کر کے دریا اور ذرہ ذرہ کر کے تودہ کر دیتے ہین وہ بڑی قدردانی کے
قابل ہے - علاوہ ان مجلسون کے مونگیر و بھاگلپور و بستی پور و در بھنگہ و امرسر کے
مجلسہای ماتحت نے بھی چندے کی فراہمی اور اشاعت مقاصد مین کم و بیش حصّہ
لیا ہے - ہم ان سب کی توجہ کے شکرگزار ہین اور امید کرتے ہین کہ اور انجمنین بھی اُن
فرائض کیطرف توجہ کرین گی - جنکے پورا کرنے کے واسطے قائم ہوئی ہین -

انتظام مال و جمع خرچ

مین نے سال گزشتہ کی رپورٹ مین یہ امید بھی ظاہر کی تھی کہ
مالی انتظام مین روز بروز ترقی ہوتی جائے گی - سال زیربیان
مین یہ امید میری کسیقدر پوری ہوئی ہے پہلے چک پر صرف ناظم مال کے دستخط کافی
سمجھے جاتے تھے اس سال مجلس انتظامیہ نے یہ قاعدہ جاری کیا ہے کہ کوئی چک
بدون تصدیق نائب ناظم اور ایک رکن مال کے اور بصورت غیرموجودگی نائب ناظم
ایک رکن مجلس مال اور ایک رُکن انتظامی غیرملازم کے قابل نفاذ نہین ہوگی - اسکی
اطلاع باضابطہ منجانب جلسۂ انتظامیہ الہ آباد بینک کو مع دستخطہاے نائب ناظم
وارکان انتظامیۂ غیرملازم مقیم لکھنؤ وارکان مجلس مال اور اُن ارکان انتظامیہ کے جو اکثر
لکھنو آتے رہتے ہین بھیجدی گئی ہے اور اس قاعدے کے موافق نائب ناظم وارکان
مذکورۂ بالا کسی چک پر بغیر جانچ حساب اُن مصارف کے جنکے واسطے روپیہ وصول
کیا جاتا ہے اپنے دستخط ثبت نہین کرتے چک مددگار ناظم کی تحویل مین رہتی ہے
اور روپیہ مولوی حفیظ اللہ صاحب مہتمم دارالعلوم کی تحویل مین رہتا ہے لیکن اُمید ہے

کہ آغاز سال سے تحویلدار باخذ ضمانت باضابطہ کے مقرر کیا جائے گا اور روپیہ
اُسکی تحویل مین رہے گا۔ مداخل و مخارج کے ہفت روزہ نقشے ارکان موجودہ شہر
کی خدمت مین بھیجے جاتے ہین اور بعد دستخط ارکان موجودہ کے دفتر مین محفوظ رکھے
جاتے ہین اور ماہوار نقشے چھپوا کر ارکان کی خدمت مین بھیجدیے جاتے ہین۔

روداد دار العلوم

حضرات! مین اسوقت اِس کام کے لیے مامور ہوا ہون کہ دار العلوم کی
سالانہ رپورٹ آپکی خدمت مین پیش کرون۔ اِسکے ساتھ اگر مین ندوۃ العلما کی کچھہ
گزشتہ کارروائیان اور اُنکے وجوہ بیان کردن تو غالبا بے موقع نہ ہوگا۔
ندوۃ العلما کے برکات کثیر ہین جنکی شہادت خود اُسکے ترکیب اضافی سے
ملتی ہے اور تقریبًا ایک بڑا گروہ مسلمانون کا اس امر کا معترف ہی نہین بلکہ اپنی آنکھون
سے رای العین مشاہدہ کر رہا ہے لہذا ہمکو کسی دلیل کی حاجت نہین کہ ہم اُسکی خوبیونکو
ثابت کرین اور دکھائین۔
دیکھنا یہ ہے کہ اِسکے علمی کامون نے قوم کو کس حد تک نفع پہونچایا۔ یا نفع
حاصل ہونے کی اُنسے توقع ہوئی۔ یہ کہنا کہ اِسکے فلان علمی کام نے قوم کو یہ نفع پہونچایا
ابھی قبل از وقت ہے۔ اِسلیے کہ ایسے اہم مقاصد کا اسقدر قلیل مدت مین حاصل
ہونا غیر ممکن ہے۔ بگڑی ہوئی قوم کو بنا لینا آسان نہین۔ یہ بہت صحیح مقولہ ہے کہ "
بگاڑنے سے بنانا بہت مشکل ہے" اگر ہم کو دیکھنا ہے تو یہ کہ جو بنیادین قومی فلاح کی
ندوۃ العلما نے قائم کی ہین اُنمین سے کس سے قوم کے سنبھلنے کی امید کیجا سکتی ہی اور
کس سے نہین۔ مین اگر ہر ایک کو بتانا چاہون یا اُنکے وجوہ آپکی خدمت مین عرض
کرون تو شاید وقت کے کافی نہ ہونے کے ساتھ اپنے فرض منصبی کو جیسا کہ چاہیے

نہ ادا کر سکونگا۔ اِسلیے صرف دار العلوم سے بحث کرنا مناسب سمجھتا ہون

اے بزرگان قوم! آپ ملاحظہ فرماتے ہونگے کہ ہندوستان مین عربی تعلیم کے کثیر التعداد مدارس قدم قدم پر قائم ہین اور بانیونکی کوششین ایک حد تک مشکور بھی ہوئین اور اُنکے آثار صرف ہندوستان کے اقطاع و اطراف مین نہین بلکہ دیگر ممالک مین بھی کم و بیش پائے جاتے ہین۔ اِن مدارس مین علوم عربیہ کی تعلیم دیجاتی ہے اور کثرت سے فارغ التحصیل اور سند یافتہ طلبا نکلتے ہین جنکو آپ حضرات خود ملاحظہ فرماتے ہونگے میرے بیان کی حاجت نہین آپ حضرات اِسکو باور کر سکتے ہین کہ قوم من حیث القوم کی فلاح اس قسم کے تعلیم یافتہ حضرات سے بہت کچھ ہوتی رہی اور جسقدر بھی ہوئی غنیمت ہے لیکن جس اصلاح کی ہمکو حاجت ہے وہ اور ہی چیز ہے۔

اے اعیان قوم! اب مین اپ لوگون کے قلوب کو دوسری طرف متوجہ کرنا چاہتا ہون۔ آپ کے ہندوستان مین عربی مدارس کی جسقدر تعداد ہے اُس سے بہت زیادہ انگریزی مدارس کی تعداد ہے اور جن مصارف اور کثیر التعداد طلبہ اور ظاہری شان و شکوہ سے ایک ایک کالج قائم ہے اُسکے مقابلے مین عربی کا بڑے سے بڑا مدرسہ ایک مکتب کی بھی وقعت نہین رکھتا۔ انھین سے بعض بڑے بڑے کالج مسلمانون ہی کے ہاتھ مین ہین۔ لیکن ہمکو دیکھنا یہ ہے کہ اِن بڑے کالجون سے مسلمانون نے کسقدر تعلیمی فوائد حاصل کیے اور اُنکا اثر قوم پر کیسا ہوا۔ بیشک و شبہہ ایک بڑے اور معتدبہ گروہ نے اِس تعلیم سے فوائد حاصل کیے اور انگریزی مین اعلےٰ قابلیت کے ساتھ اعلی عہدے بھی حاصل کیے اور کرتے جاتے ہین اور جہان تک قوم کی توجہ ہے اُس سے اُمید ہوتی ہے کہ بدرجہا اِس سے بڑھ کر آگے ترقی ہوگی جس سے قابلیت اور استعداد کا پیمانہ بڑھتا جائیگا۔ اور مقاصد کے حصول مین آگے چلکر حوصلے سے زیادہ بلندی حاصل کرینگے۔

لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اِس تعلیم سے زباندانی کے سوا کس علم مین مہارت پیدا ہوئی۔ کس علم کے عالم بننے کا رتبہ حاصل ہوا۔ پندرہ بیس برس کی جانکاہ تعلیم و احاصل صرف زباندانی۔ ہزارون آنکھین کھو بیٹھے اور ہزارون نے مختلف امراض مین مبتلا ہوکر جان شیرین تک دیدی لطف یہ کہ اِس بساط پر جیسا اُنکو ہمہ دانی کا دعوے ہے شاید کسی کو ہو۔ اِسکا خاص سبب یہ ہے کہ اُنکے اپنے خزانۂ معلومات مین گو کوئی ذخیرۂ علمی موجود نہین ہے لیکن جن علوم کی ہوا اُنکے دماغ تک پہونچ چکی ہے وہ حقیقۃً علوم کے بڑے ذخیرے ہین۔

اے حضرات! مین معافی چاہنے کے بعد اِس کہنے کی جُرأت کرتا ہون کہ اس تعلیم سے شخصی فوائد ضرور حاصل ہوئے جنکو دیکھ کر ہماری آنکھین بھی ٹھنڈی ہوتی ہین لیکن جن فوائد کے خیال سے یہ تعلیم ہوئی تھی اور جنکا اثر ایک شخص۔ ایک شہر ایک صوبہ تک محدود نہین بلکہ ساری قوم کو اُنسے نفع کی توقع تھی وہ بالکل اچھوتے رہے۔ پھر کیا قوم کی پیاس اِن دو ایک قطرون سے جنکا اثر زبان سے آگے نہین بڑھا بجھ سکتی ہے؟۔ ہرگز نہین۔

کوئی شبہہ نہین ہے کہ اِس دو قسم کی تعلیم نے قوم مین دو قسم کے افراد پیدا کیئے لیکن اس حالت مین اِن دونون گروہون کے اعلی تعلیم یافتہ افراد مین باہمی مشارکت کا کیا ذریعہ ہوگا؟ اور کونسی برزخ ہے؟ جسمین دونون روحین مستانس ہونگی۔ یہ دونون فریق بجاے خود قابلیت کے مدعی ہین اور واقعی قابل بھی ہون جیسا کہ دعوے کیا جاتا ہے کہ ایک فریق مین دینی اور عقلی علوم کا ذخیرہ اور اُسکے معلومات کا سرمایہ علی قدر حیثیت موجود ہوا اور دوسرے گروہ مین دنیاوی ضرورتونکی تعلیم اور روزمرہ کے چلتے کاروبار مین ایک قسم کی مہارت حاصل جس سے ہر فریق نازان و خوش ہے نہ صرف نازو خوشی بلکہ ہر فریق دوسرے کو مخالف نگاہ سے دیکھتا ہے اور اپنے تفوق مین زبان اور قلم سے

وہ کام لیتا ہے جو تیغ و سنان سے بھی غیر ممکن ہے۔ کیا قدیم و جدید تعلیم نے مسلمانوں کے اخلاق مین تفریق و تبرے کا مادہ نہین پیدا کیا؟ ضرور پیدا کیا ہے۔

اگر ان دونون فریق کی یہی حالت رہی تو آگے چلکر دونون مین اسقدر تباعد ہوجائے گا کہ دونون دو قوم و ملت نظر آئین گے۔ اِس کیفیت کا رسوخ اسقدر ہوتا جاتا ہے کہ موجودہ حالت کے رہتے اُنکا اتحاد اور التیام ناممکن سا ہے۔ یہ خیال کہ اس فریق نے یہ زیادتی کی اور اس فریق نے یہ۔ ایسا مفہوم ہے جسکی تحقیق کی ہمکو حاجت نہین۔ یہان پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انکو علی حالہا چھوڑ دیا جائے یا کوئی معقول اور وجیہ صورت ایسی نکالی جائے کہ دونون فریق اپنی اعلی قابلیت کے زور کو ایک دوسرے سے ملکر زیادہ پُرزور بنائین اور ایک فریق سے دین سے آزادیکا دھبّہ اور دوسرے فریق سے معیشت کی کم سلیقگی کا نقصان بھی دور ہو۔

اے حضرات! پہلا کام ندوۃ العلما نے یہ کیا کہ قوم کے منتشر اجزا کے سمٹنے کی کوشش کی۔ ندوۃ العلما نے یہی چاہا کہ جسقدر قوم کے پرزور آلے ہین وہ سمٹکر ایک ایسی کل بنجائین جس سے قوم کی علمی و اخلاقی ترقی اپنے اصلی مرکز پر آجائے اور گذشتہ فسانے خواب و خیال کیطرح مٹ جائین۔ لیکن جیسا کہ مین پہلے بیان کرچکا ہون یہ امر آسان نہین ہے۔ اولاً اُن اسباب اور دواعی کا صحیح احساس ہونا ضرور ہے جو تفریق اور تجزیہ کے باعث ہوئے۔ اُسکے بعد اسکا سوچنا کہ وہ کون سے پُرزور علل ہین جو تفریق اور اُسکے اسباب کو ایک دم مین زائل کردین اور باہمی موانست اور موافقت سے اخلاقی تمدنی علمی کارنامون مین انکو بھی برابر کی کرسی دوسری قومون کے ساتھ ملنے لگے۔ اور جسقدر رہی قابلیت پر شیفتگی ہے وہ مٹجائے۔ اور ہر فریق اعلے قابلیت کا نمونہ بنجائے۔ قومی اصلاح مین مختلف کل پُرزون کا کام دینے لگے۔ ندوۃ العلما نے ابتک جو تجویزین کی ہین وہ نہایت صحیح تشخیص پر مبنی ہین اوّل یہ کہ

اُسکے متعدد جلسون مین ہر فریق کے اعلی اور افضل افراد شریک ہوئے جس سے اُنکی باہمی منافرت مین ضرور ایک گونہ کمی ہو گئی اور میل جول بڑہتا گیا اور بڑھتا جاتا ہی مین بلا مبالغہ عرض کرتا ہون کہ جن جن مقامات مین اُسکے سالانہ جلسے ابتک ہوئے ہین وہان دہریت - لا مذہبی - مذہب سے آزادی وغیرہ اگر بالکل فنا نہین ہوئی تو اُسمین کمی تو ضرور آگئی ہے یہان تک کہ دونون فریق کی ایک متفقہ جماعت اُٹھ کھڑی ہوئی اور "داعی الی اللہ" کی دلکش صدا پر لبیک کہکر باہم شیر و شکر ہو کر سعی بلیغ مین لگ گئی - انہین ایسے اجزاے ترکیبی بھی نظر آئے جو نئی تعلیم کی روشنی کے جگمگاتے ستارے تھے اور اپنی پرجوش آواز کے ساتھ ندوۃ العلما اور گروہ علما کے ہمزبان ہو گئے - اِدھر گروہ علما پر یہ اثر ہوا کہ اُنکے فضل و کمال کی چاردیواری مین اگر توسیع نہین ہوئی تو یہ ضرور ہوا کہ اُنکو وسعت کی گنجایش محسوس ہونے لگی اور کہنے لگے کہ اِنکے دعاوی بھی بلا دلیل نہین ہین۔

اے بزرگان قوم! آپ کو اِس بات کے باور کرنے مین ذرا تامل نہ ہونا چاہیے کہ مین نے جو ابھی بیان کیا ہے وہ ندوۃ العلما کی خارجی تدبیر ہے اور خاص اُن لوگون کے لیے ہے جو انگریزی تعلیم سے فارغ ہو چکے ہین یا اب فارغ ہونگے یا آیندہ اِس تعلیم مین داخل ہونگے - رہی وہ تدبیر جو اہم ترین مقاصد سے ہے اور جسمین تین باتون کا خیال کر لینا ضروری تھا - اول یہ کہ مسلمان بچون کی تعلیم کا ایک ایسا درجہ رکھا جائے جسمین عربی تعلیم اسقدر ہو کہ صرف و نحو کی تعلیم کے ساتھ عقائد و ارکان شرع سے اسقدر واقفیت ہو جائے کہ کسی قسم کی دوسری تعلیم سے اُنپر بُرا اثر نہ پڑے اور مدت تعلیم بھی اسقدر کم ہو کہ اُسکے بعد اعلے تعلیم انگریزی ممکن ہو اور تعلیم کی عمر طبعی بھی نہ بڑھے اور جو طلبہ عربی تعلیم مین فراغ حاصل کرنا چاہین اُنکو بھی یہی ابتدائی تعلیم کافی ہو - اور یہی تعلیم اعلے تعلیم کے لیے بنیاد مستحکم ہو - دوم اُن بچون کی تعلیم و تربیت جنکے اولیا یہ چاہتے

ہین کہ اعلےٰ تعلیم دینی کے ساتھ دنیاوی تعلیم بھی ہو۔ اور حساب۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ ادب انشا پردازی وغیرہ مین بھی کمال حاصل ہو۔ ان دونون درجون مین جو انگریزی تعلیم کا خواہشمند ہوگا اُسکو انگریزی تعلیم بھی دیجائے گی۔ سوم درجہ تکمیل جو عربی علوم کا ایم اے ہوگا اسمین متعدد علوم و فنون سے ایک فن خاص کر دیا جائے گا اور طالب العلم کو دو سال کی مہلت دیجائے گی تاکہ اُس فن کی معتبر کتابین اور اُس فن کے مہمات اور دقیق مسائل مین اسقدر مہارت پیدا کرے کہ بوقت امتحان کسی خاص کتاب کا پابند نہ رہے اس درجے کے امتحان مین کسی خاص کتاب کی تخصیص نہ ہوگی۔ بعد کامیابی اُسکو اُس فن کے نام سے ڈگری دی جائے گی۔ اور وہ مفسر۔ محدث۔ اُصولی وغیرہ کے نام سے موسوم ہوگا۔

ان اغراض کے حصول کے لیے ندوۃ العلما نے یہ راہ نکالی کہ ایک بڑے بڑے پیمانے پر اُسنے دارالعلوم کھولنا چاہا۔ اگرچہ ندوۃ العلما نہین چاہتا تھا کہ اس وسیع پیمانے کا دارالعلوم بغیر معقول و مستقل سرمایے کے کھولا جائے لیکن قوم کی اس پکار نے کہ "ندوۃ العلما زبانی جمع خرچ بتاتا ہے کچھ کرتا نہین" بے چین کر دیا اور مجبوراً اُسکو ایک دارالعلوم کھولنا پڑا۔ اگرچہ ابتدا مین صرف سہ سالہ خواندگی کے ابتدائی تین درجات کھولے لیکن اُسکی تعلیم کے ختم ہونے پر درجۂ اوسط کا کھلنا لازمی تھا چنانچہ شوال گذشتہ سے درجۂ متوسط بھی کھولدیا گیا۔ اس سال متوسط درجے کی سال اول کی تعلیم ختم ہو چکی ہے ندوۃ العلما کا اصلی مقصود یہ تھا کہ ان ابتدائی درجات کی تعلیم بطور برانچ کے ہو اور اصلی دارالعلوم اسکے اوپر کے درجات سے کھولا جائے۔ لیکن افسوس ہے کہ نہ تو قوم نے اسطرف اب تک توجہ کی نہ دارالعلوم اپنے اصلی پیمانے پر کھلا۔ مجبوراً درجات اوسط کی تعلیم کا سال اوّل انھین ابتدائی درجات کے ساتھ ساتھ رہا۔

قبل اسکے کہ دارالعلوم کا افتتاح ہو ندوۃ العلما کے تیسرے جلسے مین بمقام

بانس بریلی ایک مبسوط مسودۂ دار العلوم پیش کیا گیا اور علما اور قوم کے ہاتھون مین اس غرض سے دیا گیا کہ اُسکو عمیق نظر سے دیکھین اور اپنی مفید رایون سے ندوۃ العلما کو مشکور بنائین دار العلوم کی تعلیم مین بہت بڑا خیال اس بات کا کیا گیا ہے کہ تعلیمی نقائص جو اِسوقت تک زمانے کے انحطاط سے پیش آتے رہے جہانتک ممکن ہو دفع کیے جائین اور گزشتہ قدیم طریقونکی پیروی کیجائے۔ علوم مین فلسفۂ جدیدہ ہیئت جدیدہ اور طبقات الارض وغیرہ کا اضافہ کیا جائے۔ اِنکی نہ صرف زبانی تعلیم ہو بلکہ عملی تعلیم کا اعلےٰ سلسلہ قائم کیا جائے جدید تحقیقات سے سبق لیا جائے اور عقلی و عملی دونون طریقون سے تحقیقات کا مادہ پیدا کیا جائے۔ علم کلام مین ایسے دلائل اضافہ کیے جائین جنسے جدید تحقیقات کی کافی موشگافی ہوسکے۔ اور جہان انگریزی تعلیم کے بڑے بڑے کالج اور متعدد یونیورسٹیان ہین وہان ایک عربی تعلیم کا بڑے سے بڑا مدرسہ قائم ہو۔ اور اسلامی علوم دینیہ جو ہماری معاشرت کی جان ہین جسقدر دیگر علوم کے اختلاط سے کمزور اور سست ہو گئے ہین پھر اپنی اصلی حالت پر لائے جائین اور اپنے نور سے ہماری آنکھین پھر منوّر کرین۔ مقصود نظر یہ ہے کہ قابلیت اور علمی جوہر اخلاق و شائستگی مین جدید اور قدیم طریقۂ حسنہ کی تاسی کیجائے۔ اگر ہم مین کمی ہے تو صرف ان دو چیزونکی کمی ہے علوم تو اِسوقت بھی وہی زیر تعلیم ہین جو سلف صالحین کے زمانے مین زیر تعلیم تھے بلکہ اِسقدر کتابون کا انبار گزشتہ زمانے مین ہرگز نہ تھا۔ البتہ طریقۂ تعلیم کا بڑا حصہ اُس زمانے مین زبانی تعلیم کے زیر عمل تھا۔ کتابونکی عبارت یا مصنف کے اذکار سے بہت کم بحث ہوتی تھی۔ ہر مسئلے کی منقح تعریف اور اُسکی توجیہ اور اُسکے دلائل بطور مذاکرے کے طے ہوا کرتے تھے ہر طالب علم کے ذہن مین مسلسل اور مرتب مسائل مبادی سے مطالب تک اِسطرح پر محفوظ ہوتے تھے کہ مختلف قسم کی عبارتون مین اُنکا ذہن یکسان کام دیتا تھا اور بآسانی معلوم ہوجاتا تھا کہ اُسمین صحت اور سقم یہ ہے اور ہر مسئلے کی جانچ مین اُنکی

مجتہدانہ نگاہ طرفۃ العین مین کام کرجاتی تھی۔

مین اِس بات کے ظاہر کرنے مین باک نہین کرسکتا کہ جسقدر علوم اور استعداد مین سُستی ہے وہ صرف اسی وجہ سے ہے کہ علوم کے منقح اور مدلل مسائل ہمارے ہان مین نہین آتے۔ پہلے ہی سے ایسی ضعیف بنیاد قائم ہوتی ہے جسکا اثر آخر تک باقی رہتا ہے۔ اِسی وجہ سے کتابی عبارت بھی ہمکو دشوار معلوم ہوتی ہے۔ آپ ملاحظہ فرماسکتے ہین کہ محدث۔ مفسر۔ فقیہ مجتہد کا قحط اس زمانے مین اِسی وجہ سے ہے کہ طریقۂ تعلیم ناقص ہے جب تک زبانی تعلیم کا حصہ غالب رہا مجتہد مفسر۔ محدث پیدا ہوتے رہے۔ معہذا کئی صدیون سے یہ جو ایک مروجہ طریقہ چلا آتا ہے کہ جو کتاب زیر تعلیم اگئی اُسکی جگہ پر دوسری کتاب کی تعلیم گناہ کبیرہ سمجھی گئی اِسنے رہی سہی قوت اور بھی فنا کردی

ندوۃ العلما نے اِسی طریقے کے مٹانے مین اور مفید جدید طریقۂ تعلیم کے جاری کرنے مین بیحد کوشش کی معروف و مشہور علما نے نصاب کا خاکہ بنایا اور متعدد جلسون مین اُسکی مناسب ترمیم کیگئی۔ تعلیم کے تین درجے قائم کئے گئے اور ہر درجہ کا نصاب مرتب ہوا اور اب بھی ہر سال زیر تعلیم کا نصاب پہلے درست کرلیا جاتا ہے اِسکے بعد اُسکا اجرا ہوتا ہے تعلیم مین یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ ہفتہ وار ابتدائی درجات مین طلبہ کی مجلس مکالمہ ہوتی ہے اور اُس درجے کے اساتذہ بھی اُس مجلس مین ضرور شریک ہوتے ہین اور خاص خاص مسائل پر بحثین ہوتی ہین اور جس بات کی کمی محسوس ہوتی ہے اُسکے تدارک مین جہد بلیغ سے کام لیا جاتا ہے۔ اور درجۂ متوسط کے طلبا جنمین قابلیت دیکھی گئی اُن کی بطریق املا زبانی تعلیم بھی ہوتی ہے لیکن آپ حضرات اِسکو بالیقین مانین کہ ایک مدت کے متروک طریقون کو یکبارگی اپنی اصلی حالت اور مرکز استقامت پر پہونچا دینا آسان کام نہین تاہم نہایت شکر کا مقام ہے کہ جن اُمور کی ابتدا اسوقت ہوئی ہے اور جس طریقے سے اُنپر عملدرآمد ہو رہا ہے اگر چندے باقی رہا تو ضرور ہمین کامیابی کی امید ہے اور اگر قوم نے

توجہ کی تو گذشتہ کمال جسکا اب صرف ذرہ باقی ہے آفتاب بنکر چمکیگا اور اس علمی قابلیت کا نقصان جسکو مین بیان کر آیا ہون ضرور زائل ہوگا اس تعلیم کے ساتھ فنون ادبیہ یا صیہ حساب۔ اقلیدس۔ جغرافیہ کی تعلیم بھی شریک کردی گئی ہے مقصود یہ ہے کہ صرف اعداد اور قواعد حسابیہ کے وہ جامع و مانع حدود ہی یاد نہ ہون جو خلاصۃ الحساب مین درج ہین بلکہ اسوقت کے مروجہ طریق پر عملی مشق بھی کرائی جائے۔ چنانچہ آپ حضرات کو موجودہ طلبہ کی جانچ سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ میرا بیان کس حد تک صحیح ہے۔ کیا یہ صحیح نہین ہے کہ ریاضی کی تعلیم انگریزی طریقۂ تعلیم پر زیادہ مفید ہے بالخصوص ایسی حالت مین کہ حدود اور رسوم کے سمجھنے کا مادہ بھی موجود ہو۔ علم تجوید و قرأت جس سے ہم کلام ربانی کو صحیح پڑھ سکتے ہین اسوقت اسقدر متروک ہوگیا تھا کہ باستثنا اُن لوگون کے جو عرب کے تعلیم یافتہ ہین ہندوستان مین بہت کم ایسے افراد ہین جو اس سے واقف ہون اُنکی تعلیم بھی علے حسب المراد ہوتی ہے اور مثل دیگر علوم کے روزانہ تعلیم کا کافی وقت رکھا گیا ہے۔ خوشنویسی املانویسی بھی تقسیم اوقات مین شریک مساوی ہین۔ الحاصل کوئی مفید تدبیر ایسی نہین ہے جسکا معقول انتظام نہ کیا گیا ہو۔ ان سب کا حاصل یہی ہے کہ علاوہ کمال علمی کے دنیاوی کاروبار مین بھی کافی مہارت پیدا ہو اور ناآشنائی کا دھبہ جو علما کی شان سے بعید ہے باقی نہ رہے۔ تجربہ نے اسوقت تک یہی ثابت کیا ہے کہ علوم عربیہ کے واقف اگر دنیاوی رسمی قابلیت کا جوہر حاصل کر لیتے ہین تو اُنکی مثال بالکل غیر معمولی مثال بنجاتی ہے۔

انگریزی تعلیم جو ایک زمانے سے زیر تجویز تھی اس سال ماہ ربیع الاول سے اُسکا بھی اجرا ہوگیا۔ اگرچہ اسکی ابتدائی تعلیم ابھی اس حد تک نہین پہونچی ہے کہ قابل الذکر ہو تاہم جسقدر طلبہ انگریزی تعلیم مین داخل ہو چکے ہین اُنکی تعداد غنیمت ہے۔ یہ تعلیم بطور دوسری زبان کے رہیگی۔ جیساکہ تعلیم انگریزی مین دوسری زبانین انگریزی کے علاوہ ہوتی ہین۔ کل

علوم عربی زبان مین تعلیم دیے جائین گے۔ انگریزی صرف ادب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ رہے گی۔ اِسکے ساتھ کسی طالب علم پر جبر نہین کہ خواہ مخواہ وہ انگریزی دوسری زبان اپنے امتحان مین لے۔ اِس تعلیم سے اُمید ہے کہ انگریزی ادب کی تعلیم کافی ہوسکے گی۔

یہ وہی تعلیم ہو گی جو دو بڑے گروہون کو شیر و شکر بنائے گی۔ اِسی کے ہاتھ سے قومی اتحاد کی مضبوط بنیاد قائم ہو گی دہریت الحاد کا وجود معدوم ہوگا۔ اگرچہ اس دعوی کو بہت سے حضرات حیرت سے سنین گے لیکن مین اسوجہ سے اِسکو بے تامل ظاہر کرسکتا ہون کہ فلسفۂ یونان جب تک اسلام کے دائرے مین نہین آیا خود دہری رہا اسلام ہی وہ مذہب ہے جسنے فلسفے کو بھی مسلمان بنا کر چھوڑا۔ جب تک دینی اور دنیاوی دونون تعلیمین نہین ملین حیرت انگیز ترقی کا وجود اُسوقت تک غیر ممکن نظر آیا۔ کسی علم یا زبان مین دہریت مضمر نہین ہے اگر ہے تو اسوجہ سے ہے کہ اپنے علوم سے ناآشنائی ہے۔ کیا اسلامی علوم پر کسی علم و زبان کا حملہ فلسفۂ یونان سے بڑھ کر ہو گا۔ حاشا و کلاّ۔ مگر وہی اعتدالی اسلامی تعلیم تھی جسنے فلسفے کی ایک ایک مسئلے کی دھجیان اُڑا دین کیا ایسے کہنے والے بھی موجود ہین جو امام غزالی و امام رازی وغیرہ کو دہریہ کہہ سکین کیا ایسے افراد بھی پائے جاتے ہین جو علامۂ شیرازی علامۂ سید وغیرہ کو ملحد کہنے کی جرأت کرسکین۔ حاشا وکلاّ۔

حضرات! دو فن یا دو زبانین یا دو قوم و ملت جب تک ایک دوسرے سے ناآشنا ہین اُسی وقت تک ہر ایک کو دوسرے سے تحاشی ہے لیکن ملنے پر ہمیشہ وہی غالب ہوتا ہے جسکی خود اپنی بنیادین مضبوط ہین۔ معاذ اللہ کیا ہم مسلمان اس حد تک پہونچ گئے ہین کہ باوجود اپنے علوم مین مہارت کے دوسری تعلیمین ہم کو ملحد منکر اسلام بنا سکتی ہین۔ اجی حضرت! جنکا ایسا اسلام ہے وہ اُنھین کو مبارک ہو۔ آپ یقین فرمائین کہ اسلامی علوم کا ماہر بجائے اِسکے کہ دوسرے علمون سے ضرر

پاسکے گھر کا بھیدی بنجاتا ہے اور جو فوائد اُسکو اِس غیر علم سے حاصل ہوتے ہین دوسرے کو اُنکا حصول ممکن نہین ہوتا۔ یورپ کے علوم وفنون مصر اور بیروت مین جس رفتار سے عربی زبان مین ترجمہ کیے جارہے ہین اُس سے ہمکو اُمید ہوتی ہے کہ یہ زبان بھی جدید علوم وفنون سے بہت جلد مالا مال ہوجائے گی۔

اب مین آپ حضرات کے روبرو اُن امور کو پیش کرتا ہون جو دار العلوم مین تربیت سے متعلق ہین۔ جو طلبہ شہر کے کسی حصے مین سکونت پذیر ہین اور معمولاً اوقات درس مین حاضر ہوکر تعلیم حاصل کرتے ہین اُنکے لیے دار العلوم تعلیم کے سوا کچھ نہین کرسکتا۔ البتہ وہ طلبہ جو دار الاقامہ (بورڈنگ ہوس) مین رہتے ہین اور شبانہ روز دار العلوم کے زیر حمایت ہین اُنکی تربیت جس طرح کی جائے ممکن ہے اسکا انتظام یہ کیا گیا ہے کہ دار الاقامہ مین دو قسم کے طلبہ اسوقت تک داخل ہوئے ہین۔ اوّل وہ جو کہ مستطیع ہین اور اپنے مصارف خود ادا کرتے ہین جنکی تین شرحین مقرر ہین پانچ روپیہ ماہوار دس روپیہ ماہوار پندرہ روپیہ ماہوار تفصیل قواعد داخلہ کے دیکھنے سے معلوم ہوگی۔ دوسرے قسم کے وہ طلبہ جو غیر مستطیع ہین اور انکا کفیل دار العلوم ہے اُن طلبہ کی تعداد اسوقت تک معین تھی بیس سے زائد نہین لیے جاتے۔ البتہ اولو العزم حضرات اگر اپنی طرف سے وظائف مقرر کرین اور طلبہ کو اپنی طرف سے داخل کرانا چاہین تو ممکن ہے کہ تعداد بڑھ جائے خورانید طعام کا یہ قاعدہ ہے کہ امیر وغریب ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہین ایک کو دوسرے پر کسی قسم کا تفوق اور امتیاز نہین ہوتا۔ البتہ جو مستطیع طلبہ دس روپے یا پندرہ روپے ماہوار فیس داخل کرین گے اُنکے طعام اور خورانید طعام مین لابدی امتیازی فرق کرنا پڑے گا۔ بزرگان قوم نے جو وقتاً فوقتاً معائنہ فرمایا اور اپنی رائے ظاہر کی انمین سے بعض حضرات کا معائنہ جو عین وقت پر تشریف لائے پیش کرتا ہون اِس سے دار العلوم اور دار الاقامہ کی فی الجملہ کیفیت معلوم ہوگی۔

معائنہ مولوی منور علی صاحب مدرّس حدیث مدرسۂ عالیہ ریاست رامپور

مین آج معہ برادر عزیز مولوی حامد شاہ مدرسۂ دار العلوم ندوۃ العلما مین حاضر ہوا۔ جناب مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب و مولوی محمد فاروق صاحب نے مدرسے کا معائنہ کرایا۔ اور نیز طلبہ کی جانچ کے واسطے بھی ارشاد فرمایا چنانچہ مین نے چند جماعت کے طلبہ سے مختلف مضامین دریافت کیے بعض سے تقریراً اور بعض سے تحریراً اور بعض سے ہر دو۔ تعلیم بہت اچھی پائی مدرسین مہتممین کی کوشش کا نتیجہ طلبہ کی حالت موجودہ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے طلبہ نے جہان تک پڑھا ہے بہت اچھے ہین۔ اکثر طلبہ مین تہذیب کا برتاؤ بھی بہت اچھا تعلیم کیا گیا ہے۔ آخر مین ایک طالب علم نے اوّل رکوع سورۂ دہر کا بہت خوش الحانی سے قرأت کے ساتھ قاعدۂ تجوید سے پڑھا اُس سے نورٌ علیٰ نور اور حظ زیادہ ہوا۔ بہرحال انتظامی حالت۔ دار الاقامہ۔ تدریس وغیرہ سب منتظم ہے۔ مجکو بڑی اُمید ہے کہ اللہ تعالے بہت جلد اِس نونہال کو سرسبزی کے ساتھ تکمیل کو پہونچائے گا۔ وقد فعل۔ اللھم آمین۔ محمد منور علی مدرس درجۂ حدیث شریف مدرسۂ عالیہ ریاست رامپور۔ یکم ربیع الاول ۱۳۱۹ھ

معائنہ مولوی امتیاز علی صاحب پنشنر منصف امروہہ ضلع مراد آباد

آج مجکو مقام دار العلوم ندوۃ العلما مین حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ جناب مولانا محمد فاروق صاحب و جناب مولانا محمد حفیظ اللہ صاحب مہتمم دار العلوم نے بکمال اخلاق معائنہ دار العلوم و طلبہ و کتب خانہ و باورچی خانہ وغیرہ کا کرایا۔ حُسن اتفاق سے طلبا اُسوقت دسترخوان پر حاضر تھے اور کھانا کھا رہے تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شادی ہے اور مہمانان عزیز کھانا کھا رہے ہین۔ کھانا عمدہ۔ ظروف صاف و ستھرے ہر چیز کی

صفائی قابل تعریف تھی۔ پھر کچھ اشعار فارسی و اُردو کا ترجمہ طلبا سے کرایا اور دو شعر خود
مین نے بھی پیش کیے۔ جب ترجمہ سب طلبا کا پیش ہوا تو حیرت ہوئی کہ انکا سن وسال
ایسا نہ تھا کہ وہ اِس عمدگی سے ترجمہ کر سکتے کچھ شک نہین کہ ایسی عمدہ تعلیم (جسکے ذریعے
سے ایک مدت قلیل مین ایک معتد بہ استعداد پیدا ہو جاتی ہے) ہندوستان کے کسی
مدرسے مین نہین ہوتی۔ یہ بھی بالکل صحیح ہے کہ مولانا محمد فاروق صاحب اور مولانا محمد
حفیظ اللہ صاحب کا اِس دارالعلوم مین ہونا سراسر خوش قسمتی دارالعلوم کی ہے۔

امتیاز علی پنشنر منصف امروہہ۔ ۲۹۔ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ ہجری۔

حضرات! اب مین طلبا ے دارالاقامہ کے اوقات شبانہ روز کو ظاہر کرتا ہون علی الصباح
پانچ بجے نماز فجر اُسکے بعد نصف گھنٹہ تلاوت قرآن پاک نو بجے سے دس بجے تک ایک
گھنٹہ کھانا کھانے اور دیگر ضروریات سے فراغ کا رکھا گیا ہے دس بجے سے چار بجے
تک اوقات درس دارالعلوم کی حاضری جسمین ایک گھنٹہ نماز ظہر کی چھٹی بھی داخل ہے۔
چار بجے سے نماز مغرب تک ورزش جسمانی بعد نماز مغرب رات کا کھانا اور اُسکے بعد
مطالعہ یعنی دسبق گردانی اور اُسکے بعد نماز عشا اور پھر خواب واستراحت مگران جمیع
اوقات مین ایک ایسے اتالیق اور اُستاد کی نگرانی مین مذکورہ امور ادا کیے جاتے ہین
جسکے دباؤ اور تہذیب ومتانت سے شائستگی کا دوسرا سبق ملتا ہے۔ کل طلبا اتالیق کے
ساتھ نماز پنجگانہ معینہ اوقات مین جماعت کے ساتھ مسجد مین ادا کرتے ہین۔ پانچون وقت
بعد ادا ے نماز اُنکی حاضری ہوتی ہے۔ اوقات طعام مین علحدہ حاضری لیجاتی ہے خلاصہ
یہ کہ اوقات شبانہ روز مین بارہ وقت حاضری لیجاتی ہے۔ جہان تک تجربے سے معلوم
ہوا اُن طلبا کی حالت شائستگی تہذیب ومتانت مین بہت اچھی ہے جنکی ابتدائی تعلیم
دارالعلوم سے شروع ہوئی ہے بخلاف اُن طلبا کے جو ایک آدھ سال کی تعلیم ختم
کر کے دارالعلوم مین داخل ہوئے ہین۔ اور یہ ظاہر ہے اِسلیے کہ خودرو درختون کی شاخ و

برگ کبھی ایسے خوشنما نہین ہوسکتے جیسے اُس باغبان کے درست کیے ہوئے درخت خوشنما ہوتے ہین جو اُس کام مین تجربہ رکھتا ہے۔

اے بزرگان قوم! دارالاقامہ کے کمرون کی حالت جو اسوقت تک رہی اور بوا دید حالت جو آیندہ رہے گی اُسکی طرف خاص توجہ دلانا چاہتا ہون۔ ندوۃ العلما کے منصوبے مین جو بات پہلے سے آچکی تھی یہ تھی کہ ایک ایک طالب علم نی کمرہ خاص ہوگا جسمین کل آسائش کا سامان بقدر کفایت مہیا کیا جائے گا تاکہ علاوہ آسائش اور آب وہوا کی صفائی کے اخلاق کی سنجیدگی مین کوئی خرابی واقع نہ ہو۔ مگر افسوس ہے کہ جسقدر طلبا اس سال داخل دارالاقامہ ہوئے اور اُنکے لیے جسقدر آسائش کے سامان بقدر امکان فراہم ہوئے اگرچہ وہ کسیطرح دارالعلوم کی حالت موجودہ پر نازیبا نہین ہین لیکن جگہ کی کم وسعتی سرمائے کی عدم کفایت سدراہ ہوتی رہی اور بالآخر ایک ایک کمرے مین تین تین چار چار طلبہ تک کو جگہ دی گئی تاہم فرش وصفائی و دیگر ضروری سامان مین کوئی کمی واقع نہین ہوئی اور طلبائے مقیم بآسائش اپنے کام مین مصروف رکھے گئے اور سال کا تعلیمی نصاب جسکی ایک فرد اس رپوٹ کے ساتھ منسلک ہی مع اپنے ضروریات کے باحسن وجوہ ختم ہوا لیکن یہ ضرور ہے کہ اگر قوم نے کافی مدد نہ دی تو آیندہ سال جگہ کی سخت دقت ہوگی اور بوجہ عدم گنجائش دارالعلوم کی جمعیت کو نقصان پہونچے گا۔ مطالعہ کے واسطے دو کمرے خاص کر دیے گئے ہین جنمین اسباق کو یاد کرنا اور مطالعہ دیکھنا شب کے لیے مخصوص ہوگیا ہے۔ اس حالت مین بھی دو دو تین تین مدرس اس امر کی نگرانی کرتے رہتے ہین کہ طلبا علاوہ مطالعہ وکتب بینی کے کسی دوسرے کام یا کھیل مین مشغول نہ ہونے پائین اور اوقات مقررہ تک اِسکے سوا دوسرا کام نہ کرین۔ امتحان سالانہ نہایت حزم واحتیاط کے ساتھ کیا جاتا ہے جسکا عملدرآمد اسوقت تک اس طریق پر ہوتا رہا ہے کہ ہندوستان کے مشہور اور نامور علما خاص خاص فن مین ممتحن مقرر ہوتے ہین اور ایک معہودہ تاریخ تک

امتحان کے پرچے چھپوا کر خاص اہتمام سے سر بہ مہر لفافے مین بند کر کے امتحان کے معتمد کے پاس بھیجدیتے ہین جو خاص امتحان کے وقت کھُلتے ہین اور نگران جماعت کے روبرو تقسیم کر دیے جاتے ہین اور جوابات حاصل کر کے اِسی اہتمام سے پھر ممتحنین کے پاس بھیجدیے جاتے ہین۔ اُسکے بعد نتیجہ رسالا نہ شائع کیا جاتا ہے۔ اِسکے علاوہ ہر سہ ماہی مین ایک ایک امتحان جانچ کا ہوتا ہے اور سہ ماہی اوّل و ثالث کے ممتحنین درجہ بدل دار العلوم کے اساتذہ ہوتے ہین۔ البتہ ششماہی امتحان کے واسطے شہر کے معتبر علما ممتحن ہوتے ہین۔ ان امتحانون مین بلاتخصیص کل فنون کا امتحان ہوتا ہی۔

اگرچہ اِس سال بھی مثل گذشتہ دو سالون کے اپنے مقررہ وقت پر حضرات ممتحنین کو اطلاع دی گئی اور نقشجات خواندگی ہر ممتحن متعلق کی خدمت مین بھیجدیے گئے بعض حضرات نے سوالات مرتب کر کے مطبوع بھی کرا لیے۔ مگر افسوس ہے کہ عین وقت پر وبائی امراض کی لکھنؤ مین ایسی شدّت ہوئی کہ دار العلوم مین تعطیل دے دینی پڑی اور کل طلبا کو جلد سے جلد گھر چلے جانے کی تاکید کی گئی اور وہ چلے بھی گئے۔

دار العلوم مین ایک وسیع لائبریری (کتب خانہ) ہے جسمین ہر قسم کی کتابین علمی اخلاقی عربی فارسی وغیرہ کی داخل ہوتی ہین۔ اِسوقت تک تقریباً ساڑھے سات ہزار جلدین داخل ہو چکی ہین منجملہ اُنکے تخمیناً تین ہزار جلدین صرف اِس سال داخل ہوئی ہین یہ وہ ذخیرہ ہے جس سے ہم اپنے گذشتہ کارنامونکا اندازہ کر سکتے ہین اور اِس سے ہمارے پچھلے آنے والون کو ہماری یادگارین نظر آئین گی۔ اگرچہ علم علم سینہ ہے لیکن پڑھنے پڑھانے مین اِنھین ذخیرون سے اولاً مدد ملتی ہے اور بالآخر وہی علم علم سینہ بنجاتا ہے۔ یہ کام بھی بجاے خود ایسا عظیم الشان کام ہے جسمین بڑے سرمائے کی حاجت ہی۔ ہمکو اُمید ہے کہ قوم ہماری اِس ضرورت مین بھی کافی دستگیری کرے گی۔ بالخصوص اس مقام مین ہمارے مولوی عبد الغنی صاحب بہاری جنھون نے اپنے قلبی محبوب سرمائے کو

دارالعلوم کے حوالے کر دیا وہ نفیس اعلیٰ مطبوعہ مصر کتب کے دینے مین ذرا متامل نہوئے جزاہ اللہ خیر الجزا
اِس امداد کے دو طریقے ہین اوّل یہ کہ جن حضرات کے یہان قدیم کتب خانہ ہو وہ کتابونسے مدد دین دوم
یہ کہ جو صاحب کتبخانہ نہین ہین یا اپنی کتابین جُدا کرنا پسند نہین کرتے وہ نقدی امداد سے کتب خانۂ
دارالعلوم کو فروغ دین۔

جن بزرگان قوم نے کتب خانے کی اسوقت تک معقول امداد فرمائی اُنکے اسمای گرامی
حسب ذیل ہین۔ مولوی عبدالرافع خانصاحب ڈپٹی کلکٹر و رئیس شاہجہانپور۔ مولانا محمد عظیم
صاحب مقیم عظیم آباد پٹنہ۔ سکین عبدالرحیم صاحب ساکن کوچین ملک ملیبا۔

اسوقت تک جسقدر تجربہ ہوا نہایت خوشی سے ظاہر کیا جاتا ہی کہ دارالاقامہ کے طلبا پر
تعلیم و تربیت کا بہت اچھا اثر پڑا۔ ادنیٰ نمونہ اُسکا یہ ہی کہ اُنھون نے ایک انجمن قائم کی ہے
جسکا نام انجمن تہذیب ہی اسکے دو جلسے ہر ماہ مین معمولاً ہوتے ہین بلا استثنا کل طلبہ شریک
ہوتے ہین مختلف مضامین پر اپنی تقریر دن اور تحریر ونسے خاص اثر قائم کرتے ہین ایک ہفتہ
قبل عنوان متعین کر دیا جاتا ہی اس سے انکی یکجہتی اور اتحاد مین نمایان ترقی ہوئی مہتمم دارالعلوم
یا کوئی مدرس ہمیشہ شریک جلسہ ہوتا ہی جس سے نظام جلسہ از اول تا آخر منتظم رہتا ہی۔ اسکی
روداد کی مطبوعہ کاپیان اسوقت بھی موجود ہین جسکے دیکھنے سے آپ حضرات کو زیادہ لطف آئیگا

آخر مین نہایت خوشی سے اسکا اظہار کیا جاتا ہی کہ دارالعلوم مین ابتک وہی طلبہ داخل ہوئے ہین
جو وسط ہندوستان کے رہنے والے اور اکثر مستطیع الحال ہین اُنہین معتد بہ تعداد اون طلبہ کی ہے جو
علما و مشائخ کی اولاد سے ہین چنانچہ سال روان مین ستانوے لڑکے داخل دارالعلوم ہوئے اُنہین خاص
دارالاقامہ مین داخل ہونیوالونکی تعداد چھیاسٹھ ۶۶ ہی۔ اکادن مستطیع اور پانچ غیر مستطیع مختلف اسباب و امراض کی
وجہ سے پینتیس ۳۵ طلبا خارج ہوئے۔ اسوقت تک حاضری طلبای دارالعلوم کی سو ہی جنمین طلبای
مقیمین (بورڈر) کی تعداد چھپن ہے۔ گوشوارۂ مصارف و مداخل دارالعلوم حسب تفصیل
ذیل ہے۔

نقشۂ داخلہ و خارجہ طلبای دارالاقامہ و دارالعلوم

نمبر شمار	نام ماہ	داخلہ					خارجہ				کیفیت
		[illegible]	[illegible]	[illegible]	میزان	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
۱	شوال سنہ ۱۳۱۸ھ	۱۱	×	۵	۱۶		×	×	×	×	
۲	ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۸ھ	۱۲	۲	۱۳	۲۷		×	×	×	×	
۳	ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۸ھ	۱	۳	۳	۷		مراد آباد چلا گیا	×	۲	۳	غیر حاضری کی وجہ سے
۴	محرم سنہ ۱۳۱۹ھ	۸	×	۵	۱۳		۳	×	۴	۷	[illegible]
۵	صفر سنہ ۱۳۱۹ھ	۹	×	۴	۱۳		۱	×	×	۱	
۶	ربیع الاول سنہ ۱۳۱۹ھ	۷	×	۴	۱۱		۳	×	۴	۷	
۷	ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۹ھ	۳	×	۲	۵		۵	×	۴	۹	
۸	جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۱۹ھ	×	×	۱	۱		×	×	۲	۲	
۹	جمادی الآخر سنہ ۱۳۱۹ھ	×	×	۴	۴		×	×	۱	۱	
۱۰	رجب سنہ ۱۳۱۹ھ	×	×	×	×		۱	۱	۳	۵	
۱۱	میزان کل	۵۱	۵	۴۱	۹۷		۱۴	۱	۲۰	۳۵	

عزّت کی زندگی

شیخ عبد القادر صاحب بی اے ایڈیٹر ابزرور و مالک مخزن لاہور نے
ندوۃ العلما کے آٹھوین سالانہ جلسے مین مندرجۂ بالا عنوان پر ایک نہایت
نفیس اور برجستہ تقریر کی تھی جو اس قابل ہے کہ ہر شخص اسکو توجہ اور لحاظ کی نظر سے دیکھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم - ہر شخص کے دل سے اکثر یہ دعا نکلتی ہی کہ خدا اُسے عزت کی زندگی نصیب کرے اور
حقیقت مین یہ وہ دعا ہے کہ اگر اسکو شرف قبول حاصل ہو جائے تو دنیا بھر کی نعمتین اسمین
شامل ہین - نقیر کو آپ سر راہ مانگتا دیکھ کر ایک پیسہ دیتے ہین تو وہ کہتا ہی اللہ عزت آبرو
بنائے رکھے - جسوقت جوش محبت مین مان بیٹے کو دعا دیتی ہے تو یہی کہتی ہے کہ خدا
با عزت و اقبال کرے " مسلمانون کی بزرگون کی دعا سحری اور نیم شبی یہی ہی ع محتاج برادران
خویشان نشوم - اس خیال مین تو ہم آپ سب شریک ہین مگر یہ ضرور ہے کہ عزت کی
زندگی کا ہر شخص کے ذہن مین ایک جدا مفہوم ہے بعض لوگ تو یہ سمجھتے ہین کہ اپنے گھر مین
چاہے روکھی سوکھی ملجائے چاہے ایک وقت فاقہ رہے چاہے کسی وقت پیٹ بھر کر
کھانے کو نہ ملے لیکن باہر سفید پوشی اور سُرخروئی کیحالت مین جائین اور کسی کے آگے
دست سوال دراز نہ کرنا پڑے تو اس سے بڑھ کر اور عزت کیا ہو سکتی ہے - انکا مسلک
اُن آزاد منش حضرات کا ہے جو کنج قناعت مین پڑے دنیا و مافیہا سے بیخبر جسم کی فربہی
یا لاغری سے بے پروا فلسفیانہ عالم خیال کی سیر کر رہے ہین یا اپنے مالک سے لو لگائے
ہوئے ہین اور جنکا عمل اس قول پر ہے ؎

آنکس کہ بدہر نیم نانے دارد	وز بہر نشست آشیانے دارد
نے خادم کس بود نہ مخدوم کسے	گو شاد بزی کہ خوش جہانے دارد

اسمین شک نہین کہ یہ مسلک ایک نادر مسلک ہی مگر اس راہ پر چلنے والے اور استقلال سے

چلنے والے دنیا مین بہت کم پیدا ہوتے ہین۔ فلک پیر کو کئی چکر لگانے پڑتے ہین بیشتر اسکے
کہ ایک بندۂ خدا پیدا کر سکے جو قناعت مین ایسے بلند مقام پر جاگزین ہو ؎

شیوۂ خاص ہے یہ عام نہین		جو تکتے ہین اون کا کام نہین	

عام معنی جو اِس سیدھے سادے لفظ **عزّت** کے ہین وہ بہت پیچیدہ ہین۔ کوئی تو یہ
سمجھے بیٹھا ہے کہ صرف فلان بن فلان ہی سند عزت ہے۔ کسی کا یہ خیال ہے کہ مالدار ہونا نشان
اعزاز ہے پھر اِس مالداری کے معنون کے مختلف مدارج ہین۔ کسیکے ذہن مین قماش و
نقرۂ و فرزند وزن کی ایک کافی مقدار کو عزت کہتے ہین کسی کی راے ہی کہ ان چیزونکا کافی
سے زیادہ حصّہ ملنا داخل عزّت ہی کسی کو خیال ہے کہ مکان شاندار بنوانا اِسکے حصول کا
ذریعہ ہے۔ کوئی جانتا ہے کہ لڑکے لڑکیون کی شادی دہوم دہام سے کرکے تمغای عزت
حاصل ہو سکتا ہے کوئی ناچ رنگ کے جلسے کرکے اِس جنس گرانبہا کا طلبگار رہوتا ہے۔ کوئی
حکام کی خوشامد مین اِس جوہر کا متلاشی ہے اور حصول غرض کے واسطے سیکڑون ہزارون
روپئے حکام کے ذرا سے اشارے پر دے ڈالتے ہی چشم زدن مین زر و جواہر ہوس جاہ
مین لٹا دیتا ہے۔ غرض ہر سر و ہر سوادے۔ ہر کوئی اپنی اپنے حال مین مست ہی اور اپنے
اپنے مرغوب طریق سے عزت کو ڈھونڈھتا رہتا ہے۔ مگر ایک پہلو عزت کی تلاش کا ہے
جسکی طرف لوگون کی توجہ بہت کم ہے حالانکہ وہی عزّت ایسی ہے جو ان سب عزتون سے
زیادہ بیش بہا اور زیادہ گرانقدر ہے جسکی خواہش دنیا کے چیدہ سے چیدہ حضرات نے
کی ہے جو مختلف صورتون مین خدمت خلق اللہ سے حاصل ہو سکتی ہے اور جسکا نتیجہ ملکی اور
قومی عزت کی ترقی ہے اِس تلاش مین خوبی یہ ہے کہ کسیکی کوششین کامیاب ہو جائین
تو نہ صرف اپنا نام ہمیشہ کے لیے روشن ہو جاتا ہے بلکہ ہزارون بندگان خدا کی
عزّت بنجاتی ہے جس مقدس سرزمین اور جس خوش نصیب قوم مین ہمارے ہادی حق
مبعوث ہوئے اُسکی خصوصیت یہی تھی کہ ملک اور قوم کی آن پر جان قربان کرنے والے

آدمی اسمین موجود تھے۔ یہ تو آپ سب نے سُنا ہوگا کہ قبائل عرب جنگجوئی مین طاق اور زبان
آوری مین شہرۂ آفاق تھے اور تیغ و سنان سے اور سیف زبان سے ہر دم آمادہ پرخاش
رہتے تھے۔ ایک قبیلے کی نسبت کسی دوسرے قبیلے کے ایک فرد نے کچھ بُرا بھلا کہدیا
بس وہین لڑائی کی ٹھن گئی اور برسون تلوار چل رہی ہے۔ یہ حمیت قومی اور غیرت اہل عرب
مین بحیثیت قوم موجود تھی اور خاندان قریش جسنے پیغمبر عربی کی ذات کی بدولت خاندان
رسالت بننے کا فخر حاصل کیا سب قبائل مین باعتبار غیرت اور حمیت ممتاز تھا۔
اور وہ سب خصائل حسنہ جنپر قریش کو زمانۂ جہالت مین بھی ناز تھا۔ اِس حبیب خدا کے
پاک اور بے لوث دل مین بدرجۂ اتم موجود تھے صرف فرق اتنا تھا کہ وہی خصائل غیرت
وحمیت جنکو وہ اہل قریش جو انوار یزدانی سے بہرہ اندوز نہ تھے محض خیالی خفیف باتون پر
ظاہر کرتے تھے ذات اقدس مین بجا موقعون پر استعمال کی گئین گو عرب جاہلیت کی یہ
ملکی اور قومی غیرت اُس حمیت سے جسکا بانی اسلام نے بیج بویا کم درجے کی ہے مگر اِس سے
اتنا ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ اہل عرب مین خدا نے یہ خصلت ودیعت کی تھی کہ ہر فرد قوم
اپنی عزت کو قوم کی عزت کے ساتھ وابستہ سمجھے اور قوم کو جب گالی ملے تو سمجھے کہ اُسکی ذات
کو گالی دی گئی اور قوم پر جب عتاب ہو تو سمجھے کہ وہ معتوب ہی قوم کو جو تکلیف پہونچے اُسکو
اپنی تکلیف سمجھے اور قوم پر جو آفت آئے اُسکے آگے آپ سینہ سپر ہوکر کھڑا ہو جائے۔
گویا ہدف ناوک بیداد وہ خود ہی تھا اسیطرح قوم دولتمند ہو تو سمجھے کہ اِسے دولت ملگئی قوم
خوشحال ہو تو وہ سجدۂ شکر کے لیے بارگاہ خداوندی مین جھک جائے۔ قوم کو انعام ملے تو
وہ قصیدۂ مدحیہ پڑھنے کو دوڑے۔ اِس خصلت سے ہی وہ زبردست سٹیم پیدا ہوا ہے
جس سے ابتداے اسلام مین ہمارے مذہب کی کل چلانے کا کام لیا گیا۔ آپ مین سے
اکثر حضرات نے کلین ملاحظہ کی ہونگی خصوصاً اہل کلکتہ کو تو زیادہ اتفاق ایسے کارخانون کے
دیکھنے کا ہوا ہوگا جنمین دُخان سے کام لیا جاتا ہے اور اور کچھ نہین ریل کا انجن تو ہر ایک نے

دیکھا ہوگا کیسے ہوا کیطرح گاڑیون کو اُڑائے لیے جاتا ہے اور زمین کی طنابین کھینچ کر مغرب اور مشرق جنوب و شمال کو ایک کر دیتا ہے۔ میرے کئی رفقا نے جو پنجاب سے اِس دارالسلطنت ہند تک پہلی دفعہ آئے ہین خصوصاً دُخان کی اس بیکنظیر طاقت کا اندازہ کیا ہوگا۔ واقعی عقل دنگ ہوتی ہے جب آدمی یہ خیال کرے کہ ہندوستان وسیع ملک کا عرض دو دن مین طے کر لیا گیا ہے اور دوسری تاریخ کی دوپہر کو جو لوگ لاہور یا امرتسر سے چلے ہین اُنھین چوتھی تاریخ کی صبح کلکتہ مین آنکر ہوئی ہے یہ اور بات ہو کہ اب طبائع نازک ہوتی جاتی ہین اور جری جفاکش عربون کے نام لیوا اور مقلد اِس بات کو بھولکر کہ بزرگان اسلام مہینون کے سفر اونٹ جیسی سواری پر لق و دق صحراؤن اور بے آب وگیاہ جنگلون مین کس اولوالعزمی سے کرتے تھے اب سفر کی درازی کی شکایت کرتے ہین اور اِس زمانے کے مشہور ملک الشعرا استاد نظام دکن حضرت داغ دہلوی کے ہم آہنگ ہوکر پکار اُٹھتے ہین ؎

ریل بھی جاتے ہوئے چیخ اُٹھتی ہے	منزل یار دور ایسی ہے

حسن اتفاق سے یہ شعر سفر کلکتہ ہی کی شان مین کہا گیا ہے۔ نواب مرزا خان صاحب داغ رامپور سے ایک بار کلکتہ تک آئے تھے اور اِس سفر کا مختصر حال اُنھون نے اپنی سلیس اور دلاویز مثنوی "فریاد داغ" مین لکھا ہے۔ مگر صاحبان۔ پچھلے مصرعہ مین تو حضرت داغ نے غضب ہی کر دیا ہے۔ کمبخت ریل کا کیا ہے یہ تو باولی ہے ہر پانچ سات میل پر چیخ اُٹھتی ہے اِسکے چیخنے پر جائیے تو نزدیک ہی کونسی منزل ہے۔ مگر پھر بھی اِسکی ہمت پر آفرین ہے کہ روتی ہے چیختی ہے دود آہ بھی موجود ہے اور طوفان اشک بھی مگر پھر بھی کام سے نہین چوکتی۔ کالے کوسون کی منزلین اسنے لوگون کے لیے آسان کر دی ہین اور خود چلے یا کڑھے ہمین تو منزل پر پہونچا دیتی ہے۔ مگر یہ سب کس زور پر۔ دخان کے زور پر۔ ایک ذرا دخان کم کر دیجیے یا اسکا ذخیرہ ختم ہو جائے انجن بھی کھڑا ہے اور بے سود

ہے۔ ڈھانچ موجود ہے۔ پُرزے موجود ہین۔ مگر بیکار۔ کل ہے کہ چل ہی نہین سکتی۔ گاڑیان ہین کہ ہل ہی نہین سکتین اور مسافر ہین کہ نہ روے ماندن نہ راہ رفتن اِس مشکل سے بچنے کے لیے کل کے چلانے والا کاریگر کیا کرتا ہے۔ سفر مین چلنے سے پہلے کافی سرمایہ دخان کا پیدا کر لیتا ہے پھر اُس دخان سے کام لیا جاتا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اور ایندھن تنور مین ڈالتا جاتا ہے اور اوپر پانی بڑے دیگچے مین جو انجن کے اندر لگا ہوتا ہے بھرتا جاتا ہے کہ تازہ بھاپ بنتی جائے اور کل چلتی جائے بعینہ یہی ترکیب تھی جس سے اُس قادر مطلق حکیم ازلی نے جو تمام حکمتون کا منبع ہے عرب اور اہل عرب کی اصلاح اور پھر اُنکے ذریعہ سے تمام دنیا کی بہبود اور اصلاح مذہبی اور اعلاے کلمۃ اللہ کا اہم کام لیا تھا۔ کئی لوگ تعجب کرتے ہونگے کہ ذات باری کو اگر اس زور شور کے ساتھ عرب کی اصلاح منظور تھی اور اس ملک کو اپنے ایسے برگزیدہ دوست کے زاد و بوم ہونے کا فخر بخشنا تھا تو پہلے اہل عرب کو اتنا بگڑنے ہی کیون دیا۔ اُنمین جہالت اور جنگجوئی کیون بھر دی۔ اجی آپ ہی تو یہ حالت پیدا کی کہ ایک کو دوسرے کا جانی دشمن بنایا اور پھر خود ہی ایسے اسباب پیدا کیے اور اپنا ایک ایسا برگزیدہ نبی پیدا کیا کہ اوسنے اُن دشمنیون اور جھگڑون کو مٹا دیا اور پھر فخریہ اپنے کلام مین فرمایا۔ کُنتُم اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوبِکُمْ۔ وہ خود ہی مقلب القلوب تھا تو پہلے یہ نوبت کیون پہونچنے دی۔ ویسے تو خدا کے بھید خدا ہی جانے کہ اِن اسباب کو جمع کرنے مین کیا حکمت تھی اِس راز سے تو آگاہ وہی ذات ہو سکتی ہی جسکے حکم سے آئے دن آپکی آنکھونکے سامنے ابر باد و برق جمع ہو کر طوفان لاتے ہین کہ قیامت کا سمان ہوتا ہے اور بادل بھی قیامت کی سیاہی لیے ہوتے ہین اور اُنکی گرج کہتی ہے کہ مین آج ہی کے لیے ہون۔ اور بجلی کی کڑک انا البرق کہتی ہوئی دلکو دہلا دیتی ہے۔ اور درختونکی جڑون تک کو ہلا دیتی ہے اسپر ہوا اس تندی سے چلتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ جو فرشتے ذخیرۂ ہوا کے محافظ تھے وہ آج ہوا کی کھڑکی کھلی چھوڑ کر غافل ہو گئے یا اگر موجود

علم طبعی دان حضرات کی زبان مین اِسی مطلب کو ادا کرین تو معلوم ہوتا ہے کہ دنیا بھر کی ہوا ابخرہ بنکر آسمان کو چڑھ گئی اور جہان کے سمندرون سے نئی ہوا اُسکی جگہ لینے کو دوڑی آرہی ہے اِس حالت مین ضعیف القلب عورتین مارے ڈر کے گھرون مین سہمی جاتی ہین اور جانتی ہین کہ ابھی چھت پر بجلی گری۔ بچے مان کو ڈرتے دیکھ کر مان سے چمٹے جاتے ہین اور بھولی بھالی کانپتی ہوئی آواز مین پوچھتے ہین کہ "امان جان بادلون مین کون بولتا ہے" "یہ بجلی کیا ہوتی ہے" "امان جان اگر ہماری چھت پر بجلی آپڑے گی تو کیا ہوگا؟ ابا جان آج باہر ہی ہین خدا جانے کہان ہونگے" مگر اس عام گھبراہٹ مین ذی ہوش جانتے ہین کہ یہ قدرت کی معمولی نیرنگیان ہین اور طوفان تھوڑی دیر مین ختم ہوجائے گا بادلون کو وہی طاقت جسنے انھین جمع کیا تھا منتشر کردے گی۔ ہوا کی کھڑکی کے فرشتے پھر اپنا کام سنبھال لین گے اور خاص پیمانے سے ناپ ناپ کر اندازے کی ہوا دنیا مین بھیجنے لگین گے اور بجلی کے پیدا کرنے کی کل کو کوئی زبردست ہاتھ کام سے روک دے گا اور مطلع کبھی مینھ برسنے پر اور کبھی بے برسے پھر صاف ہوجائے گا۔ رات پھر اپنے چاند اور ستارون کو لیے آن موجود ہوگی۔ اور جو زندہ دل شوقین لوگ اِس فضا کے عالم کو دیکھ کر گھر سے سڑک پر یا باغ مین ٹہلنے کو نکل پڑین گے۔ اِنھین خیال بھی نہ ہوگا کہ مطلع کی جس صفائی کا حظ وہ اُٹھا رہے ہین اور جسے دیکھ کر طرح طرح کی اُمنگین اُنکے دلون مین پیدا ہو رہی ہین قدرت کی مختلف طاقتونکی کس جدّ وجہد کے بعد اس حالت کو پہونچا ہے۔ اِسیطرح ملکون اور قومونکی زندگی جب پلٹا کھانے کے قریب ہوتی ہے جب خدا اُسکے لیے ایک معتدل اور راس آنے والی ہوا پیدا کرنا چاہتا ہے تو اُس سے پہلے طوفان اور تلاطم ضروری ہوتا ہے اور اس طوفان اور تلاطم مین وہ قوتین پنہان ہوتی ہین جو ہوا کو صاف اور معتدل کردیتی ہین اور اسیطرح کامیابی کا راز چھپا ہوا تھا اُن اسباب مین جو سرزمین عرب مین اُسوقت سے پہلے پیدا ہوئے تھے

جسکا نقشہ رسول کریم کے شیدائی شہیدی نے جسکی نعتین مقبول عالم ہین اِس زبردست شعر مین کھینچکر دکھایا ہے ؎

عجم مین زلزلہ نوشیروان کے قصر مین آیا	عرب مین شور اُٹھا جسوقت اُسکی آمد آمد کا

حضرات! عرب مین جو بات بات پر لڑنے اور قبیلہ اور قوم کی آن پر مرنے کی عادت کوٹ کوٹ کر بھردی تھی وہ ایک بھاپ تھی جس سے دین کی کل چلانے کے لیے کام لینا تھا۔ بظاہر وہ اسباب دین کی ترقی کے مضر اور سدراہ تھے۔ درحقیقت وہی قوتین دین کی خدمت مین آنے کے بعد دین کی ترقی کے ذرائع بننے کو تھین۔ بھاپ ہی کو دیکھیے یہ کونسی سراسر نفع ہے اچھی طرح استعمال نہ کیجائے تو یہی باعث ضرر بنجاتی ہے۔ زرا ایک کیتلی یا سماوار کے سامنے جس سے گرم گرم بھاپ نکل رہی ہے اُنگلی تو رکھو فوراً جل جاتی ہے اور انجن کی بھاپ نکل رہی ہو اسکے سامنے جسم انسانی آجلائے تو دم مین اُبال کے رکھدے انجن کے بڑے دیگچے کے اندر جب بھاپ ضرورت سے زیادہ ہو جاتی ہے تو اُسے ٹکڑے ٹکڑے کرکے باہر ہو جاتی ہے۔ جب یہ ایک زبردست طاقت ہی تو اِسکا برتنا کچھ کھیل تو نہین ہی۔ مگر ساتھ ہی بغیر اسکے جمع کیے کام بھی نہین چلتا۔ پس خدا کی حکمت کا جب تقاضا ہوا کہ آن حضرت کی ذات بابرکات کو دین کا راستہ بتانے پر مامور فرمائے تو یہ سامان اونکے لیے جمع کیے گئے اور اُنھین ازل مین ہی سکھلا دیا گیا کہ کس خداداد حکمت سے انسے کام لے کہ وہ قوت بجاے مخالفت مین صرف ہونے کے موافقت مین صرف ہونے لگے۔ اور ایسا ہی ہوا اور وہ عادت جو عزت قوم کی حمایت کی ہر فرد مین پڑ چکی تھی وہ عزت دین کی حفاظت مین صرف ہونے لگی اور اسکا نتیجہ وہ شجاعت تھی جسمین اسلام کے پیرو دنیا مین نام کر گئے ہین۔

مین حضرات علما و مشائخ کو جو اِس عظیم الشان مجمع مین دور دراز مقامات سے اور ہندوستان کے مختلف اطراف سے تشریف لائے ہوئے ہین مژدہ دینا چاہتا ہون کہ مجھو اُنکی کامیابی کے

آثار نظر آرہے ہین۔ مخالفت کا بادل بعض اطراف سے گھر کر آیا ہوا ہے۔ تکفیر کے فتوون کی تند و تیز ہوا چل رہی ہے اور گالیون کی بجلیان اندھا دھند گرائی جا رہی ہین۔ کوئی خاص نشانہ نہین مگر کڑک سے ہر دل دہلتا ہے کہ کہین بجلی میرے ہی نشیمن کا طواف نہ کر رہی ہو۔ لیکن قریب ہے وہ وقت کہ یہ آندھی کافور ہو جائے گی مطلع مخالفت سے صاف ہو جائے گا۔ دین انور کا چاند شب چہاردہم کی آب و تاب کے ساتھ چمکیگا اور سنت نبوی اور ہدایات ائمہ و بزرگان دین کے ستارے اپنے انوار کی شعاعین پھیلائین گے اور آپ لوگون کی پیشانی کے پسینے خوشگوار نسیم کامیابی کے جھونکون سے پونچھے جائین گے۔ آپ نے بھی دیکھ لیا ہے وہ طوفان جو پہلے آپ کو دور سے ڈراتا تھا کہان ہے۔ اسکے ڈرنے کتنے کام کے آدمیون کو آپ سے جدا کر لیا ہے۔ کیا کئی زبردست مخالف باوجود مخالفت کے خود بخود موافق نہین ہو گئے؟ کیا تائید ایزدی راستبازی اور راست روی کے سامنے کہین ٹھہرتی ہے؟ اسوقت آپ کے اجلاس پر کیا شان برس رہی ہے۔ اسلامی جماعت مین کونسا فریق ہے جو اس اجلاس مین آپ کی ہواخواہی کا دم نہین بھر رہا۔؟ ۔ علماے کرام آپ مین موجود ہین اور علما کیسے جنکو زمانہ مانتا اور جانتا ہے مشائخ عظام ہین۔ اور مشائخ کیسے جو بڑے بڑے سجادون کے مالک اور بڑے بڑے گروہون کے سرگروہ ہین۔ پھر رؤسا یہان ہین امرا یہان ہین متوسط الحال مسلمان یہان ہین۔ انگریزی پڑھے ہوئے یہان ہین۔ پرانے رنگ کے پکے دیندار یہان ہین۔ شاعر یہان ہین۔ ادیب یہان ہین۔ واعظ یہان ہین خطیب یہان ہین۔ کونسی جماعت ہے جو یہان موجود نہین۔ اور اگر اس بات کا بھی لحاظ کر لیا جائے کہ کیفیت جلسہ دکھانے کے لیے آپ نے وسعت اخلاق سے کام لیا ہے اور ہمارے حاکمان وقت اور ہماری ہمسایہ اقوام کو اجازت شرکت دی ہے تو یہ بزم اسوقت ایسی جامع ہے کہ اسپر ایک صوفی کا وہ مشہور شعر صادق آتا ہے ؎

انچہ در جملۂ آفاق درین جا حاضر	مومن و ارمنی و گبر و نصاری و یہود

صرف ایک سنہری اُصول ہے جو ان سب کے پیش نظر ہے اور وہ اسی بزرگ نے جسکا ایک شعر مین نے ابھی آپ کو سنایا ہے صاف کر کے رکھدیا ہے ؎

گر تو خواہی کہ سر صحبت ایشان یابی	خاکِ پای ہمہ شو تا تو بیابی مقصود

صرف تواضع اور انکسار اور خالی از پندار ہونا اِس بزم کے لیے پروانۂ راہداری ہے اگر کہین پندار کسی کو یہان آنے سے روک رکھے تو آپ کو پروا نہین کرنی چاہیے یہ پندار بھی جب ایک دفعہ کھٹائی مین پڑ کے نکلے تو کار آمد چیز بن سکتا ہے اور کوشش بھی ہونی چاہیے کہ بغیر اس امر کی پروا کے کہ کوئی کیا کہتا ہے ہم اپنی دُھن مین لگے رہین۔ میرا تو عقیدہ ہے کہ کوئی ذی فہم اور ذی ہوش آدمی اس صاف اور متین اصول کے فوائد سے انکار نہین کر سکتا کہ مسلمانان ہند کو سوقت مذہب کے اختلافات فروعی کو برطرف رکھکر مجموعی طور پر اپنی قوم کے بہبود کی کوشش کرنی چاہیے۔ اِس سے یہ مراد نہین کہ ایک فریق دوسرے کی خاطر سے اپنے مذہبی عقائد کو بدل ڈالے بلکہ صرف اتنا کہ اپنے مذہبی فرائض کو اپنے اپنے بزرگون کی ہدایت کے موافق انجام دینے کے بعد ایسے کامون مین جو سب کے لیے یکسان مفید ہو سکتے ہین جیسے کہ تعلیم دینی یا تعلیم دنیوی کا کام ہے ملکر کوشش کرین اور یہی بڑا اصول ہے جسپر عمل کرنے کی ندوۃ العلما نے کوشش کی ہی اور جسکے ذریعے سے قوم کی حیثیت ایک عزت والی قوم کی سی بنانے کا ارادہ کیا ہے اور یہی وہ جُرم ہے۔ جسکے لیے کارکنان اور شرکاے ندوہ مورد عتاب ہو رہے ہین۔ مگر میرا جو کچھ ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ایسے بدیہی اُصولون کے مخالفون کا ہے وہ یہی ہے کہ چند نیک نیت اور دیانت دار اختلاف کرنے والون کو چھوڑ کر ایسی مخالفت محض کم فہمی کا تقاضا نہین ہوتی بلکہ ذاتی اور نفسانی اور دنیاوی عداوتین اکثر اس مخالفت کے پردے مین ظاہر کیجاتی ہین اور دل مخالفت کرنے والون کے اُنکو ہر وقت ملامت کر رہے ہوتے ہین

کہ کس کام مین لگے ہوئے ہو۔ مین جانتا ہون کہ ندوہ کے متعلق بھی اُن لوگون مین سے اکثر کی جو اپنے آپ کو باعتبار دینداری اُسکے مخالف ظاہر کرتے ہین یہی کیفیت ہوگی۔ کوئی دلون کے بھید کہہ سکے تو بتا وے کہ اُنھین لوگون کے دل ندوے کے کام کی نسبت کیا گواہی دے رہے ہین گو وہ اِسے مُنہ سے دین کو بگاڑنے والی اور ایمان کی دشمن جماعت کہدین ؎

کوئی دل چیر کر دیکھے عقیدہ ہر مسلمان کا	ہوا ہے جب سے شہرہ اس علو دین و ایمان کا

اور فرض کیجیے کہ میرا خیال صحیح نہ بھی ہو اور وہ لوگ دل سے یہ سمجھتے ہون کہ آپ گم کردہ راہ ہین تو آپ کا کیا نقصان ہے۔ آپ کو تو اپنے دل مین تسلی ہے کہ آپ نے خوب دیکھ بھال کرکے یہ راستہ اختیار کیا ہے اور آپ تو نیک نیتی سے قوم کی بہتری اور عزت دنیوی و اُخروی کے لیے سعی کر رہے ہین۔ پھر کسی کے بُرا کہنے کا آپ پر کیا اثر پڑسکتا ہے

پختہ کاران جنون را کے حیا زنجیر پاست	عشق تا خام ست باشد بستۂ ناموس و ننگ

آپ نے کل پختہ کاران جنون کا وعظ سنا ہے کس استقلال سے کل رات کے جلسہ کے فاضل صدر نشین نے اپنی پُر مغز اور لاجواب تقریر مین اپنے خیالات ظاہر فرمائے اور کس زور سے کہدیا کہ اگر کوئی ان سیدھی اور عام فہم باتون پر بھی ہمین ٹیڑھیان سنائے تو اُس سے ہم ڈرتے بھی نہین۔ کلمۂ حق کی تبلیغ کرنے والے ہمیشہ سے مورد آلام و مصائب ہوتے آئے ہین۔ اب تو پتھرون اور ڈھیلون سے گذر کر زبانی سب و شتم ہی رہگیا ہے کیونکہ پتھر ونسے سرکار کے قانون کا مضبوط ہاتھ روکنے والا ہے۔ مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ مجھے مولانا عبدالحق صاحب حقانی کے رات کے وعظ کو سُنکر نہایت مسرت ہوئی اور مجھ اکیلے کو کیا ہوئی سارا جلسہ مسرور تھا۔ ہر چہرے سے یہ پایا جاتا تھا کہ وہ اُس وعظ کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے کیونکہ اُس وعظ کو سُنکر یہ امید بڑھ گئی تھی کہ ندوہ کی بدولت اہل اسلام کو پھر ایسے علما ملین گے جو مسلمانون کو میدان ترقی مین پیچھے ہٹانے کے

بجاے جسکے لیے علما بدنام ہوچکے ہین آگے لیجانے کو تیار ہونگے اور تنگ خیالی کے بجاے وسیع خیالی کی بنیاد ڈالین گے۔ بجاے یہ سوچنے کے کہ کسقدر چیزون کو حرام کردیا جائے اور کتنے لوگون کو اسلام سے خارج کردیا جائے اسپر غور کرین گے کہ کتنی چیزون کو حلال کرنا ممکن ہے اور ایسے مساعی سے کام لین گے کہ جنسے مسلمان دنیا مین معزز اور کامیاب اور عاقبت مین سرخرو ہوجائین۔ شاید کوئی اس جلسے کو دیکھ کر کہدے کہ مسلمان کیا فی الحال معزز نہین ہین؟ یہ شان۔ یہ شوکت۔ یہ اچھے اچھے کپڑے۔ یہ بڑے بڑے عمامے۔ یہ نئی نئی وضع کی ٹوپیان کہین لیس کی اور کہین پھندنے دار۔ یہ ایک خوشحال اور معزز قوم کے افراد نظر آتے ہین یا غیر معزز کے؟ تو مین یہ جواب دونگا کہ ذرا اس آئینہ خانے سے باہر نکلکر چشم کو بھر تماشا وا کیجیے اور اسی جلسہ گاہ کے گرد و نواح مین مسلمانون کے مکانات پر نظر ڈالنا شروع کیجیے ہر طرف جو ٹوٹی اور بے چراغ جھوپڑی نظر آئے گی وہ مسلمان کی ہوگی۔ جاڑے کے باوجود اگر کوئی برہنہ تن نظر آئے گا تو وہ مسلمان ہوگا۔ سڑی لنگوٹی باندھے ہوگا تو وہ مسلمان ہوگا۔ قلیل مزدوری والی محنت کرتا ہوگا تو وہ مسلمان ہوگا۔ علم انگریزی سے بے بہرہ ہوگا تو مسلمان ہوگا۔ علم دین سے بے خبر ہوگا تو مسلمان ہوگا۔ تو ہمات سے گھرا ہوگا تو مسلمان ہوگا۔ پریون کے سائے والی اور مسحور عورتون سے حالات مستقبل پوچھنے والا ہوگا تو مسلمان ہوگا۔ کسی جھنڈے کو پوجتا ہوگا تو مسلمان ہوگا۔

کیون صاحب ان حالات کے ہوتے مسلمان دنیاوی حیثیت سے یا دینی حیثیت سے فخریہ کہہ سکتے ہین کہ وہ اسوقت ایک معزز قوم ہین اور عزت کی زندگی بسر کر رہے ہین؟۔ کوئی منصف مزاج آدمی ہماری اس حالت مین یہ دعوے نہین کر سکتا اور اگر کرے تو وہ قوم کو دھوکے مین رکھنا چاہتا ہے یا خود بیچارہ قابل رحم ہے اور دھوکے مین ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ مسخ ہوئے ہوئے چہرے جو ہر شہر کی گلی کوچون مین افلاس زدہ اور قحط مین دبلے ہوئے مسلمانون مین نظر آتے ہین۔ یہ کند شدہ ذہن یہ عقلین جنپر پردے

پڑے ہوئے ہین اُن اسلاف کے اخلاف کی ہین جنھون نے کیا باعتبار فتوحات ملکی و مالی اور کیا باعتبار علمی و دینی چین سے لیکر اندلس تک نور ہی نور پھیلا دیا تھا ؎

فخر سب بیجا ہین اُنکے قوم ہی جنکی ذلیل | فخر و عزت کے مٹا کر سب نشان آئے ہین ہم

قومی عزت سے شخصی عزت حاصل ہونے کی مثال پوچھو تو اپنے حکمرانون کو دیکھو جس ملک مین ایک انگریز چلا جائے ساری قوم اور حکومت برطانیہ اُسکے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ دار ہو جاتی ہے اور اسیلیے انگریز دنیا کے ہر حصے مین جہان اُنکی سلطنت نہین بھی پہونچی یون اکڑ اکڑ کے چلتے ہین جیسے وہانکے قلعون پر بھی انگریزی جھنڈا لہرا رہا ہے اسی اعتبار سے انگریز خواہ غریب بھی ہو صاحب عزت اور صاحب اعتبار گنا جاتا ہے چین کے تازہ ہنگامے کا قصہ آپ اکثر انگریزی اور دیسی اخبارات مین دیکھتے رہے ہونگے سارا جھگڑا کس بات پر اُٹھا صرف اسی پر کہ عیسائی پادریون کو اذیت پہونچی اُنکی قوم بلکہ قومین اُنکی امداد کو آن موجود ہوئین۔ یہ دوسری بات ہے کہ ایسا کرنے مین اُنکی ملکی اغراض تھین۔ صاحب یہ فتوحات تو انعام ہے جو اُنکو اس ہمدردی قومی کا ملتا ہے اسیطرح قومی ذلت سے اگر شخصی ذلت کی مثال پوچھو تو اوس حقارت مین ملتی ہے جس سے ہندوستانی دنیا بھر مین اسوقت دیکھے جاتے ہین کوئی نہین دیکھتا کہ ہندوستانیون مین بھی ایسے ایسے آدمی نکلے ہین جو اگر یورپ مین ہوتے تو یورپ کے لیے بھی مایۂ ناز ہوتے۔ کوئی نہین دیکھتا کہ ہندوستان کے شرفا بھی اپنی وضع کی اچھی شائستگی رکھتے ہین جو موجودہ تہذیب اور روشنی سے بہت قدیم ہے۔ کوئی نہین پوچھتا کہ ہندوستانیون مین اسوقت سلطنت برطانیہ کے زیر سایہ ایسے ایسے بڑے تاجدار رہتے ہین جو اگر فرنگستان جیسے آزاد ملک مین خود مختار ہوتے تو دنیا کی طاقتون مین شمار ہو سکتے۔ کوئی نہین خیال کرتا کہ اُن تاجدارون کے ماتحت بعض بعض جگہ اس دل و دماغ کے مدبر ہین جو اگر کسی قدردان علاقے مین ہوتے تو اُنکی سیاسی لیاقت کی دھوم مچ جاتی۔ کوئی نہین سوچتا کہ انھین ہندوستانیون مین اچھے اچھے

مالدار اور ذی جاہ اور بالیاقت رئیس موجود ہین جو انگلستان کے امرا کے طبقے سے مناسبت رکھتے ہین صرف للاکثر حکم الکل پر عملدرآمد ہے۔ ان سارے معزز طبقات کے اشخاص کا شمار اگر ہزارون تک ہی تو جہلا اور غربا اور گداؤن اور ناشائستہ لوگونکی تعداد لاکھون کیا چیز ہے کرورون تک پہونچتی ہے اور ان کرورونکی عادات و اطوار کے نقصون کو دیکھکر غیر قومین ہندوستانیونکی حالت کا اندازہ کرتی ہین اور اگر ہندوستان کے لوگ بحیثیت قومی دنیامین اسوقت معزز ہوتے تو یہ جو نت نئی دلشکنی کے صدمے اُٹھانے پڑتے ہین اور ہر طرف سے یہ سننا پڑتا ہے کہ اس نوآبادی سے ہندوستانیون کو نکالدو۔ اُس علاقے مین نہ گھسنے دو۔ یہ پیش نہ آتے اور بدقسمتی سے ان لوگون مین جنکے نکالنے کے روز افریقہ مین اور آسٹریلیا مین احکام صادر ہوتے رہتے ہین یا جنکے حقوق سے بے پروائی کیجاتی ہے۔ بہت سے مسلمان ہین اور گو وہ مسلمان خوشحال مسلمان ہون گو وہ خوش خور ہون خوش پوش ہون۔ خوش معاملہ ہون۔ یہان والونکی شامت اعمال انھین بھی نیچے گھسیٹے لیے جاتی ہے۔ قوم کی عزت سے ہر فرد کی خواہ وہ بذاتہ باکمال یا لائق یا ذی وجاہت نہ بھی ہو۔ عزت بنتی رہتی ہے اور قوم کی ذلت سے ہر فرد کی خواہ وہ اوج کمال پر پہونچ جائے عزت بگڑنے کا اندیشہ رہتا ہے آپ دیکھتے ہین کہ مسلمان ایشیا مین افغان خصوصاً آجکل بہادری مین شہرت رکھتے ہین اور گو اُنمین سے ہر ایک دلیر اور شجاع نہ بھی ہو پھر بھی ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ اُنکا رعب لوگون کے دلون پر کسقدر ہے کسی سے زیادتی بھی کر بیٹھین تو وہ چپ ہو رہتا ہے برخلاف اسکے ہندوستان کے بعض حصون کے باشندے بالعموم ایسے نحیف اور دُبلے پتلے اور کمزور ہوتے ہین کہ گمان ہوتا ہے کہ ہوا کے جھوکون سے اُڑ جائینگے اور دوسرے اُنکو کمزور مار کھانے کی نشانی سمجھتے ہین تو لوگ اُنکو اُسی نظر سے دیکھتے ہین جس سے اُنکی جماعت کو دیکھا جاتا ہے۔ دور کیون جاتے ہو اپنے مذہب کے پیشواؤن کی مثال کو دیکھو۔ خلفاے راشدین تمام دنیا کے

تبختر سے کنارہ کش رہنے کے باوجود جو ایسا رعب داب رکھتے تھے جو بعد مین مسلمان بادشاہون کو بھی باہمہ فرّ وشان شاہنشہی نصیب نہین ہوا۔ اُسکا بھید کیا تھا؟ وہ خود بڑھتے تھے اپنے ہمراہیون کو بڑھانے کے لیے اور اُنکی جمعیت کا متفقہ اثر یہ تھا کہ وہ چاہے سادے کپڑے پہنکر بھی لشکر کی سرلشکری کو نکل پڑین اُس لشکر اور لشکر کے ایک ایک فرد کا ہی ایسا رعب تھا کہ لوگ اُنکے نام سے کانپ جاتے تھے اور دوسرے بادشاہون مین سے اکثر ایسے ہوئے جو خود تو بڑھے ایسے کہ دنیاوی جاہ و جلال مین معاذ اللہ خدائی کے دعوے کرنے لگے اور رعایا کی خبرگیری نہ کی رعایا بجاے عزت کے بے عزتی کی زندگی بسر کرنے لگی نتیجہ کیا ہوا۔ گو اُنکے نکلنے پر قرنا ئین پھکتی تھین طبل جنگ بجتے تھے۔ ہاتھی قطار در قطار نکلتے تھے نقیبون اور چوبدارون کا گروہ ایک طرف محافظون اور علم بردارون کا فریق ایک طرف سمند ناز ایک طرف اور جولان و ترکتاز ایکطرف مگر کوئی مرعوب نہین ہوتا تھا کیونکہ ہر شخص جانتا تھا کہ فوج مین بندگان زر بھرتی ہین۔ بہادری اور جفاکشی کم ہوتی جاتی ہے شجاعت کی روح اور اسکے تازہ رکھنے کے اسباب چل چکے ہین اور صرف ایک نقل باقی ہے۔ بادشاہ سلامت تو زرق برق اور فوق البھا مین خاصے تھیٹر کے تماشے کے بادشاہ بنے ہوئے ہین اور فوج دیکھین تو چیتھڑے پہنے ہوئے ہے۔ وہی مثال ہوتی تھی جیسے بعض وحشی حبشی اقوام کے سردارون کی سواری نکلتی ہے آپ نے سنا ہوگا کہ افریقہ مین اب تک بہت سی وحشی قومین آباد ہین۔ گو مسلمانون نے شمالی افریقہ کی تاریکی کو بہت کچھ رفع کیا اور بعض باہمت اہل اسلام وسط افریقہ مین بھی علم محمدی گاڑ آئے اور گو اب فرنگی بادریون اور فرنگی حکومتونکی کوششون سے سواحل جنوبی و مغربی و مشرقی پر تہذیب کا دور دورہ ہونے لگا ہے تاہم اسمین کلام نہین کہ انسان کی اس حالت کے جسمین وہ بہائم کے قریب قریب ہے جیسے نمونے افریقہ کے بعض حصون مین اسوقت تک ملتے ہین اور کہین نہین نظر آتے۔ اِن وحشیون کے

سردار جسوقت کسی دوسری قوم سے لڑنے نکلتے ہین تو اُسکی عجیب کیفیت ہو قوم کی قوم برہنہ یا برہنہ کے قریب اور ایک سردار صاحب ہین کہ سر سے پانوٗن تک سجے ہوئے ہین یہان ذرا سجاوٹ کی تعریف ذہن نشین کر لیجیے۔ یہ ہمارے ہان کے زردوزی کپڑے ریشمین قبا یکین اور طلائی تمغے وہان میسر نہین کسی شیر یا چیتے کی کھال پس پشت لٹک رہی ہے۔ سیاہ ماتھے پر کوئی بھدا سا سرخ ٹیکا لگا ہوا ہے جو عجب بہار دکھا رہا ہے۔ آستینون پر نیلے نیلے داغ یا حلقے سوئی سے چھید کر اور اُسمین نیل یا سُرمہ بھر کے بنا لیے ہین۔ جانورونکی کھوپریان اور ہڈیان لیکر ایک کنٹھ مالا سی بنائی ہے وہ گردن مین ڈالے ہوئے ہین اور کوئی بھدا سا ہتیار لیے اُڑے آتے ہین گویا کہ ایک ہیل دمان ہین کہ جس قلعے کے دروازے کو ٹکر لگائینگے توڑ ہی ڈالینگے۔ مقابلہ اگر کبھی مہذب قوم سے ہوتا ہے تو خواہ چند ہی مہذب سپاہی ہون سردار جبش اور گروہ جبش پر بے اختیار ہنس دیتے ہین۔ اُنکی نظر مین نہ لشکر کی وقعت ہو نہ سر لشکر کی۔ وہ جانتے ہین کہ بندوق کی ایک آواز مین یہ سب لوگ ففرو ہو جائینگے اور جسکو گولی لگ جائیگی وہ ادھر اُدھر دیکھیگا اور حیران ہوگا کہ کیا لگا اور کہان لگا صرف یہ محسوس کریگا کہ جان نکلی جاتی ہے اور دوسرے ایسے وحشت زدہ ہونگے کہ بندوق چلانے والون کو زبردست ساحر جان کر فوراً سر اطاعت زمین پر رکھ دینگے۔

یہ ہے حالت اُن قومونکی جو ذلت سے نکلنے کی کوشش نہین کرتین یا نہین کرسکتین شائستہ اور معزز اقوام کے سامنے آتے ہی یون صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی ہین جیسے آفتاب کی چمک سے بھکی شبنم اور کہرے کے دم مین دھوئین اُڑا دیتی ہے ہمین عبرت حاصل کرنی چاہیے اور عزت کے راستے ڈھونڈھنے اور ہر فرد قوم کی تکلیف کو محسوس کرنا سیکھنا چاہیے ورنہ اپنا بہ حیثیت قومی انجام معلوم ہے۔

سنبھلو وگرنہ رہنا یہان اسطرح پڑیگا		بھیل اور گونڈ جیسے بے نام و نشان ہین

یہ بھی کوئی عزّت کی زندگی ہے کہ (مفلسون اور قلاشون کا تو کیا ذکر) ہمارے متوسط طبقے مین لوگونکی ایسی حالت ہو کہ بیمار ہون تو دوا کے لیے خرچ نہ ہو اور دوا کے لیے خرچ بن پڑے تو حکیم کی فیس نہ ملے۔ اُنھین اور گرتے پڑتے کسی پُرانی وضع کے مخیر بزرگ کے مطب تک پہونچین اور دست سوال دراز کرین "حکیم صاحب ذرا کھانسی کی گولیان تو عنایت کیجیے گا" کوئی پوچھے کہ کھانسی کی گولیان حکیم صاحب کے ہان کیا مفت آتی ہین؟ آخر انکے دام لگے ہین۔ آپ ایسے تو بُرا مانین اگر کوئی کہے کہ مانگتے ہو اور اصل یہ ہے کہ مانگ رہے ہو خیر یہ بھی سہی کہ پُرانا خیال چلا آتا ہے کہ حکیم کے علاج مین اثر ہی جب ہوتا ہے کہ بے طمع ہو یہ تو بتایئے کہ کئی دفعہ آپ چاہتے ہین کہ حکیم صاحب مشورہ بھی مفت ہی دیدین اور گھر پر بھی منت خوشامد سے ہی آجائین اگر وہ کوئی بامروت حضرت ہین تو آجائین گے مگر اتنا تو سوچو کہ آخر وہ کیمیا بناتے ہین۔ آپکا کیا حق ہے کہ ہمیشہ اُنکی خدمات مفت مانگتے رہیے۔ کیا یہ عزّت کی زندگی ہے؟ کہ لڑکے کو مکتب مین لیجاؤ اور میانجی سے کہو کہ اس لڑکے کو حضور کی شاگردی مین دیتا ہون اِسے اپنا خادم تصوّر کیجیے اور درس سے مستفید فرمایئے پوچھو کہ میانجی کو کیا دیا کروگے؟ اجی یہی عیدبقرعید کے عیدی کے پیسے کبھی تیوہار کے دن کی روٹی اور سپارہ ختم کرنے کے بتاشے۔ ارے میان علم ایسی دولت ہی کہ اُسے ایسے سستے دامون لینا چاہتے ہو۔ یہ بھی کوئی عزت کی زندگی ہے کہ سرکاری یا امدادی یا اسلامی مدرسے مین لڑکے کو داخل کرنے لے گئے اور ساتھ ہی داخلہ اور فیس کی معافی کی درخواست دیدی۔ اعتراف کرنا پڑتا ہے اور ندامت کے ساتھ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے پنجاب مین جو انگریزی مدارس سے مسلمان طلبا نکلتے ہین اُنمین ایک بڑا حصہ ایسے طلبا کا ہے جو تعلیم ہی نہ پا سکتے اگر سرکار نے جوبلی کے موقع پر مسلمانون کے لیے خاص وظائف نہ مقرر کر دیے ہوتے اور اگر سرکار بعد مین اُنکو بحال نہ رکھتی۔ انھین دنون مین پھر تجدید میعاد وظائف کی درخواست کی فکر تھی کہ گورنمنٹ پنجاب نے اُنکی توسیع بلا میعاد منظور فرمائی جسپر بیحد اظہار

شکرگزاری کیا گیا - اس حالت مین تو ایسی امداد مغتنمات سے ہے -
مگر کیا قوم بتا دیگی کہ ایسی رعایتی امداد سے فائدہ اُٹھا سکتی ہے بغیر اسکے کہ اسکی عزت
پر دھبہ لگے - ان دنون مین جو مسلمانونکی پولیٹیکل انجمن قائم کرنے کی تحریک بعض اطراف
مین ہو رہی ہے اور اُسپر مختلف مضامین لکھے جا رہے ہین اُنمین ایک مضمون ہمارے
پنجاب کے لائق اور زبردست مضمون نگار مولوی محمد شاہ دین صاحب بیرسٹرایٹ لا
کے قلم سے نکلا ہے اُسکی ایک بات بیان خصوصیت سے قابل ذکر ہے - اُنھون نے
اس خیال کی جو بعض دلون مین جاگزین ہین تردید کی ہے کہ سرکار انگریزی مسلمانون
کے ساتھ خیرات کے طور پر انکو غریب اور بیکس اور واجب الرحم سمجھ کر کچھ رعائتین کر
رہی ہے - اور یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ اگر کہین کبھی مسلمانون سے کچھ خاص سلوک
کیا جاتا ہے تو اسکی متقاضی وہی ملکی اور سیاسی حکمت عملی ہوتی ہے جسکے سبب بعض
دفعہ مسلمانون سے بھی نہایت قلیل تعداد والی جماعتون کے ساتھ خاص سلوک کیا جاتا
ہے - اس سلسلے مین اُنھون نے ایک مردانہ فقرہ لکھدیا ہے اور اسی کیطرف مین نے اوپر
اشارہ کیا ہے اُس فقرہ کا یہ مطلب ہے کہ اگر سرکار ہمین محض خیرات کے طور پر بغیر اسکے
کہ ہم مستحق یا قابل ہون عہدے وغیرہ دیتی ہے تو لہٰذا اس خیرات کو آج بند کر دے
کیونکہ ہمیشہ خیرات کہانے والے لوگون مین عزت اور حمیت کا تخم باقی نہین رہتا اور
انکی زندگی عزت کی زندگی نہین رہ سکتی جسکا کوئی بھلا آدمی خواہان ہو سکے بلکہ ایسا
جینا ہو جاتا ہے جس سے مرجانا بہتر ہے یہی وجہ تھی کہ پیغمبر عرب نے نسل سادات کے
لیے زکوٰۃ لینی کی ایسی سخت ممانعت کردی تھی - حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے تھے کہ
اُنکی رگون مین وہی خون ہاشمی دوڑتا رہے اور اُنکے دلون مین وہی قریش کی
عزت موجزن رہے جسکے ذریعے سے دنیا مین ایک بھونچال آگیا تھا - گو مسلمان
اپنے عروج سے گرے اور اُنکے ساتھ سادات بھی خستہ حال ہوئے مگر کیا سبب ہے

کہ سادات کی بزرگی اسوقت تک مسلمانوںمین مسلمہ رہی مگر ہمارے ہی ہمسایہ ہندؤنمین برہمنونکی قوم کی وہ عزت و شان مٹ گئی جو برہما کے منہ سے نکلے ہوئے لوگون کے شایان تھی اسلئے کہ سادات مین تو کچھ خیرات کھانے پر اتر آئے مگر بہت سے اپنی آن سنبھالے رہے مگر برہمن آریاورت کے ادبار کے دنون مین علم کی تلاش۔ دنیا سے کنارہ کشی۔ لوگونکی ہدایت جیسے اہم کامونکو چھوڑ کر محض بندۂ شکم ہوگئے۔ اب جہان کہین برہمن بڑھے بھی تو اُس حالت مین کہ خیرات خوری کا زہر جو اُنکے قومی جسم مین سرایت کرنے لگ گیا تھا ابھی پورا کام کرنہین چکا تھا کہ بعض ہمدردون کو خبر ہوگئی اور اُنھون نے وہ عادت ترک کردی ہمت سے کام لینا شروع کیا اور بجای روباہ مثل کیطرح پڑا رہنے کے اور دوسرون کے تنکار کا انتظار کرنے کے ملازمت اور اُسکے ذرائع کے حصول مین شیر درندہ بن گئے جس قوم کو اُبھرنا ہو جس قوم کو قوم بننا ہو جسکو ہم چشمون مین عزت حاصل کرنا ہو اُسکو خیرات کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے خیرات کی کئی قسمین ہوتی ہین۔ لوگ عموماً یہ سمجھتے ہین کہ خیرات مانگنے کی صرف وہی صورت ہے جیسے گدایان راہ نشین ہاتھ پھیلا کر بھیک مانگتے ہین۔ نہین صاحب اِسکے سوا بھی صورتین ہین۔ جب آپ کسی لکھنے والے کے پاس جاتے ہین اور اُسکو کہتے ہین کہ ایک مضمون تو لکھ دو اور اُسے کچھ نہین دیتے تو یہ بھی ایک صورت بھیک کی ہوتی ہے لکھنے والون کو اکثر ایسے حضرات سے سابقہ پڑتا رہتا ہے۔ آئیے کہ صاحب ذرا ایک گھنٹہ بھر کی تکلیف کیجیے گا۔ ایک مضمون لکھوانا ہے۔ آپ کا نام سنا ہے۔ آپ سے بہتر کون لکھے گا۔ آپ قومی ہمدرد ہین۔ ذرا تکلیف فرمائیے۔ غور کرو کہ مطلق اپنے فرائض سے فرصت نہین اور وہ رہے جاتے ہین اس مروت کو کہان تک کوئی نباہے مگر سُنتے ہی نہین اگر کوئی پوچھے کہ صاحب آپنے مضمون لکھوایا تو کچھ معاوضہ محنت بھی دے آئے تو فرمائین گے وہ اُٹھ۔ اگر دام دے کے ہی لکھوانا ہوتا

توہندو لکھنے والے تھوڑے تھے کہ ہم مسلمان کو ڈھونڈھنے جاتے۔ اگر اتنا بھی نہو سکے
تو یہ قومی ہمدردی کے دعوے کیا ہین" کوئی ان بندگان خدا سے اتنا تو پوچھے کہ بھائی
قومی ہمدردی مین دنیا بھر کے ذاتی کامون کا تو کوئی ٹھیکہ دار نہین ہوسکتا۔ آپ کبھی
کسی درزی سے بھی جاکر کہتے ہین کہ ذرا ایک کرتا تو ہمین مفت سی دینا۔ جوتے والے
سے بھی کہتے ہین کہ جوتا توخدا واسطے بنا دینا۔ اسمین شک نہین کہ اس ملک کے دیہات
اور قصبات مین اتنا رواج ہے کہ بٹن گر گیا درزی سے کہا" خلیفہ ذرا یہ بٹن
ٹانک دینا"۔ خیر وہ نرچ ہوکر ٹانک دیتا ہے۔ مگر اس بات کے امتحان کے لیے کہ آپکا
حق ہے کہ اتنا کام بھی دوسرے سے بے مزد کرالین ذرا کلکتے کے کسی انگریز ٹیلر
ماسٹر سے جاکر یہ فرمایش کیجیے دیکھیے کس وضع سے پیش آتا ہے۔ ارے بھائی جب
چھوٹے چھوٹے پیشہ ورون کے کام کے لیے اُجرت مقرر ہے تو اہل علم اور اہل قلم کی
یہ کیون بیقدری ہے کہ حضرت ذرا ٹھہریے ایک خط لکھتے جائیے اب آپ چاہے
ضروری کام کو ہی جارہے ہون۔ یا تو بیٹھ کر آدہ گھنٹے مین ایک بڑے میان سے
حقیقت سنو اور پھر لکھدو اور یا یہ سن لو" آجکل انگریزی جو پڑھ گئے ہین دماغ ہی
نہین ٹھکانے رہا۔ کیا ذرا سی بات تھی منہ پھیر کر چلدیے"۔

میری راے مین اگر حکیم صاحب سے امراض جسمانی کے علاج کے لیے دوائی
مفت مانگنا اصل مین خیرات مانگنا ہے خواہ وہ اپنی سیر چشمی سے خندہ پیشانی سے ہی
دین تو امراض روحانی کے ازالے کے لیے خیراتی شفاخانون کے بھروسے رہنا
انتہا درجے کی ذلت کی نشانی ہے۔ یہ تو آپ کو حضرات علما نے کل سے اپنے وعظون
مین وضاحت سے بتا دیا کہ آپکی روحین مریض ہوگئی ہین اور جیسے کہ وہ مرض جو اندر ہی
اندر گھن کیطرح کھا جاتا ہے اور خبر نہین ہوتی کہ مرض کیا ہے صعب ترین امراض ہوتا ہے
اسی طرح روحانی مرض مین یہ اور مصیبت ہے کہ ہم آپ اسمین مبتلا ہین مگر اُس سے آگاہ

نہین - یہ بھی آپ سن چکے کہ اِسکے ازالے کے نسخے حکیم ازلی کے تجویز کیے ہوئے
ہین وہ ایک جامع کتاب مین رکھے ہوئے ہین جسے قرآن مبین کہتے ہین اِسکے ساتھ
سب سے بڑے اور سب سے آخری روحانی طبیب کے تجربے چند کتب مین درج
ہین جنھین حدیث کہتے ہین - اِسکے علاوہ اور بڑے بڑے نامی حکماے روحانی نے
اپنے معلومات کو بعض جلدون مین ذخیرہ کیا ہے جنھین کتب تفسیر و فقہ کہتے ہین اور
انکے جاننے والے اور پڑھنے والے اور سمجھنے والے اسوقت مین علما ہین آپ ہی
انصاف سے کہیے کہ آپ آجتک اُنکے خیراتی شفاخانون سے ہی دوا پاتے رہے
ہین یا آپ نے کوئی محکمہ طب روحانی کا جاری کیا تھا جسکے لیے کوئی مستقل سرمایہ
مقرر تھا جس سے یہ ڈاکٹر تنخواہین پاتے تھے جس سے یہ عمدہ عمدہ اور بڑی بڑی قرابادینین
اور طب اکبر خریدتے تھے جس سے یہ نئی نئی ترکیب کی دوائیان تیار کرتے تھے کہ ہر مزاج اور
آب و ہوا کے لیے انھین ادویہ کی ایک خاص ترکیب ہی - جب آپ خیرات پر قانع
رہے تو اُنکے دواخانون مین بھی وہی کچھ رہا جو خیراتی شفاخانون مین ہو سکتا ہے
وہی بڑے حکیم جی کے دو ایک نسخے - تین تولہ سنا اسہال کی ضرورت والے کو بھی وہی
اور اسہال مین مبتلا کو بھی وہی - وہی میزان الطب اور طب احسانی وہی ہاضمہ کا چون
اور نزلے زکام کی حلات - اجی حضرت تھوکون سے کہین بڑے پکتے ہین جب تک
آپ کڑاہی مین روغن نہ ڈالین -

انگریزی خیراتی شفاخانون سے جو آجکل تمام شرفا اور ذی فہم لوگ جو علاج
انگریزی کے مداح بھی ہین متنفر ہوئے جاتے ہین - کیا باعث ہی - یہی کہ اسمین دوا
تک خراب ملتی ہے - ڈاکٹر سے نسخہ لکھواتے ہین اُسکو نسخہ لکھنے اور مشورہ دینے
کی فیس ملتی ہے یا سرکار سے وہ اسکی اعلے تنخواہ پاتا ہے اور دوکان سے جاکر
گران قیمتون پر دوائی خریدی جاتی ہے - خیراتی شفاخانے مین آپ جانتے بھی ہین

کیا ہوتا ہے۔ آئیے وہان کے دوائی خانے کی آپ کو سیر کرائین۔ یہ یاد رہے کہ
کلکتہ کو نظیر نہ دیجیے یہ تو دار السلطنت ہی۔ اسکے تو ہر محکمے مین حکومت کی شان کا
کچھ نہ کچھ پرتو ہوگا کسی موضع یا قصبہ کے دوائی خانے کو لیجیے۔ ایک ٹوٹی سی الماری
مین چند شیشیان دھری ہین۔ دو ایک مین تری سی کو نین ہے۔ ایک مین انٹی فبرین
ہے مگر امتداد زمانہ سے خراب ہو چکی ہے کہین دو چار سفوف اور دو چار مرہم ہین
ایک بڑی بوتل مین ایک چیز پڑی ہے جسے ایکوا بیورا کہتے ہین۔ اِس نام سے
گھبرائیے ہین اسکے معنی ہین "صاف پانی"۔ اطبا کا ہر ملک اور ہر زمانے مین یہ خاصہ
رہا ہے کہ معمولی چیزون کے لیے بھی بڑے بڑے نام تجویز کرتے ہین تاکہ مریض انکو
عام چیزین سمجھ کر نظر حقارت سے نہ دیکھے۔ "ملہٹی" اگر کسیکو دین گے تو لکھین گے
اصل السوس۔ سونف تجویز کرین گے تو بادیان۔ اِسی طرح انگریزی مین ڈاکٹر بجاے
واٹر کے ایکوا بولتے ہین۔ مگر خیراتی شفا خانون مین بعض دفعہ یہ پانی تک صاف
نہین ہوتا۔ ایک دفعہ جو بھر کے رکھا دیر تک بوتل کو دوبارہ نہین بھرا گیا۔ یہ سب کچھ
تو ہے مگر آپ ہی کہیے آپ کو شکایت کا کیا حق ہے۔ اجی جب مفت مانگتے ہو
تو دینے والے کی مرضی جیسی چیز اُسکا دل چاہے آپ کو دے آپ کا کیا اجارہ ہی
کہ دست سوال بھی دراز کرین اور یہ بھی کہین کہ آئے بھی ہر طرف سے قورمہ اور
پلاؤ اور چرب نوالے۔ ہان اگر چرب نوالے چاہتے ہو تو ہمت سے کام لو اپنی
ضرورتون کے لیے آپ سامان بہم پہونچاؤ اور معزز قومون مین شمار ہو۔ اسی
ندوۃ العلما کا مقصد ہے کہ ہمارے روحانی امراض کے ازالے کے لیے حکماے
حاذق کی ایک جماعت پیدا کرے ایک ایسا مدرسۂ اطبا قائم کرے جسکے پڑھے
ہوئے مستند سمجھے جائین اور مریضون کے دلون مین اُنپر بھروسا پیدا ہو کیونکہ
علاج کے کامیاب ہونے کے لیے مریض کے دل مین حکیم کی عزت اور قدر و منزلت

موجود ہونا لازم ہے۔ اُن معالجون کے ہاتھ مین نئے اور پُرانے زمانے کی کتابونکا ایک معقول مجموعہ ہو۔ اُنکی دوائیان نئے اور پُرانے اجزاء کی جامع ہون۔ اونکے آلات جرّاحی اور مرہم دونون زمانون کے تجربون کا نتیجہ ہون۔ اور اس سازو سامان کے ساتھ وہ مصروف علاج قوم ہون۔ دیکھین تو پھر ہم کیون نہین اُبھرتے پس شرط یہی تو اتنی کہ معزز قومون کے پہلے اصول پر مضبوطی سے کاربند ہوجاؤ اپنی مدد آپ کرو۔ اپنے علاج کے اخراجات آپ برداشت کرو اور اپنے بڑونکی لاج رکھو کیونکہ وہ ایسے زمانے مین "عزت کی زندگی" بسر کرگئے ہین جبکہ دنیا مین بہت کم لوگ اِس فقرے کا مفہوم سمجھتے تھے۔

قصیدۂ عربیہ مولوی عبدالجبار صاحب

نسم الاناسی کان ذا طیران	متفرقا عن شبکة الحتمان
کل البریة للمنیة مرکب	ذو الفقر فیه والغنی سیان
النفس ان رضیت بذا ربحت وان	لم ترض کانت عند ذا بهوان
قد عاش فی الدنیا ملوک حقبة	بلذائذ النعمات والریحان
عمروا قصورا للثواء وشیدوا	زانوا بها بعجائب الالوان
وبتوا ربی عاشامخات حیرت	اهل العقول وزمرة الاعیان
غرسوا حدائق عابقات اتحفت	بفواکه وشقائق النعمان
جمعوا العساکر والخزائن سطوة	صالوا علی القریات والبلدان
بانوا بقینات وخمر مسکر	ونهارهم قد ضاع بالعدوان
فعلوا بما شاءوا ولمّا یتقوا	بطش الاله القاهر الدیان
لما اتاهم صوت موت بغتة	خابوا وقد خروا علی الاذقان

لم يبق من افواجهم ومتاعهم — شئ ولا طلل من البنيان
دنيا هموا والدين ضاع كلاهما — خسروا بانفسهم من الطغيان
اين الذی قد جاء موسى عنده — بلطائف الآيات والفرقان
اين الجنود وملكه وسلاحه — قد اغرقوا بالخزی فی الطوفان
قد تب عاد فی وهی دد فعة — بالريح والتدمير والخذلان
فالموت حق ليس منه مخاص — ليس البقاء لعالم الامكان
ان الدوام لذات رب خالق — حی وقيوم عظيم الشان
فتأهبوا يا اخوتی لمماتكم — ورحيلكم من ذا المقام الفان
كم من زمان قد صرفتم فی الخنا — وغرامكم بالغيد والغزلان
كم من متاع قد اضعتم فی الهوى — ومعازف النغمات والنسوان
ربما شغفتم بالمهاة وثغرها — ورميتموا باللحظ فی الاجفان
اين الغرام عزام دين محمد — نور الحسان ونير الاكوان
اين اشتغال بالحديث وفقهه — اين انقياد اوامر القرآن
داء الجهالة والبطالة قد سرى — فی الطبع والاعضاء والابدان
مرض النفاق وفرقة وتشتت — باد وحال الفتى كالسكران
ان قام منهم واحد لهداية — ونصيحة الاصحاب والاقران
وسعى لاصلاح الاناس مجاهدا — لرضا ورب الخلق والرحمان
كذبت عليه وافترت وتقولت — حسدا وحقدا عصبة الشيطان
فی كل يوم سعيهم ان يطفئوا — نور الهدى والبارق الربان
والله يدفع مكرهم وخداعهم — ويعين اهل الحق بالبرهان
لان قامت ندوة العلماء — لاشاعة الاسلام والعرفان

برزت لتعليم الكتاب وسنة — المختار من عرب ومن عدنان

انى ارئها مثل بحر زاخر — حصباءه تجو اهر التيجان

هى روضة فيها مطاعم حكمة — من تحتها الانهار للايقان

فيها فواكه الفة زمردة — تلتذ منها انفس الجيران

فيها منابر لؤلؤ وزبرجد — ليقوم فيها واعظ الخلان

فيها طيور ساجعات بالهدى — والعلم والتعليم والايمان

يا اخوتى قد كان فيها ربحكم — ونجاتكم من زحمة الخسران

فتفكروا فى بدءكم ومآلكم — وتهيئوا للرشد والاحسان

وتجنبوا زيغ الشقاق فانه — يفضى الى الحرمان والاشجان

ما كان قوم قط نال مرامه — فى حالة البغضاء والشنآن

بل فاز قوم واصلوا ارحامهم — وتوافقوا بالروح والجثمان

قد كانت الاعراب قبل نبينا — مثل البهائم سيما السرحان

بغضاءهم ما بينهم كانت كما — بين المياه وشعلة النيران

بنت اذا ولدت لهم وأدوا بها — لم يجنحوا ابدا الى الولدان

لهم انهماك بالقمار ومسكر — والفسق والهذيان والبطلان

طلعت عليهم بغتة شمس الهدى — فازالت الظلمات باللمعان

نزلت عليهم رحمة من ربهم — واتى رسول اشرف الانسان

فهداهمو نحو الفلاح بجديه — نجاهمو من ورطة الخسران

فتألفت ارواحهم وقلوبهم — قد اصبحوا كالسقف والجدران

يا حبذا خلق النبى وحبه — للناس مثل الام للولدان

نفسى فداء الهاشمى محمد — نور الحنادس مهبط القرآن

يا ليتنا كنا نرأينا المصطفى	وبريقه نروى صدى لظمان
بتراب نعليه اكتحلنا اعيننا	بضياء ه يتلالأ القمران
اين الرسول وصحبه وجنوده	والمعجزات ووجهه النوران
اين الذى لقى النبى ونرارة	واشتق من فيضانه الريان
ان النبوة والرسالة قد خلت	والوحى منقطع بذى الاحيان
قد غاب عنا نور خد محمد	غشيت ليالى البعد والهجران
لكنكم يا اخوتى لا تقنطوا	من قربه ولقائه الريان
تصلون يوما عنده ببشارة	تجدون فيه حلاوة الملقيان
ان غاب عنا وجهه وجماله	فالدين باق لم يغب بزمان
دين قويم صادق ومصدق	قد جاءنا بالحق والبرهان
اعجاز هذا الدين حير عصبة	الحكماء والعقلاء فى يونان
وفصاحة القران اعجز دائما	فصحاء كل القوم والبلدان
فلذلك الاعجاز يبقى لائحا	ابدا ويبهر سائر الاديان
فتعلموا علم النبى وفقهه	وتشبثوا بالمسلك الحقان
والسعى منكم واجب لحصوله	واطاعة المختار والرحمان
صحب النبى واهله وجنوده	اهل الحديث واخذ والقران
الله يصلح فعلنا وكلامنا	ويزيل داء الذنب العصيان
ويوفق الرب الكريم لقومنا	بمحبة الاصحاب والاخوان
ويزيد عزا ندوة العلماء	ويديمها بالمجد والسلطان
وظلالها يمتد اقطار الدنا	حتى تشيب مفارق الغربان

وظائف کی ضرورت

خدا کے فضل سے دار العلوم کے ابتدائی درجے کامیابی سے چل رہے ہین اسکی تعلیم و تربیت
کی عمدگی اگرچہ اس اعتبار سے کہ وہ ہنوز ابتدائی حالت مین ہے اس قابل نہین ہے کہ اسکو
بطور نتیجہ کامیابی کے ملک کے سامنے پیش کیا جائے لیکن طرز تعلیم کی خوبی اور مدرسین کی محنت
شاقہ کی وجہ سے چند دنون مین اسکی شہرت ملک مین پھیل گئی ہے اور ہر طرف سے طلبہ چلے آتے ہین
اسکے کھلنے سے پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ عربی پڑھنے والے کہانسے آئین گے تعلیم کا رُخ
دوسری طرف پھر چکا ہے مگر خدا کا شکر ہے کہ باوجود ان قیود و شرائط اور بے سروسامانی کے
ابنای ملک مین سے ایک سو سولہ طالب العلم دار العلوم مین تعلیم پا رہے ہین اور بہت قلیل معاش کے
لوگون نے بھی اپنے اوپر تنگی اُٹھا کر اپنے بچون کو یہان بھیجدیا ہے اور اُنکی خورد و نوش کی کفالت
کر رہے ہین۔ اگر دار الاقامہ مین وسعت پیدا کی جائے اور طلبہ کو کثرت سے وظائف دیے جائین
تو امید ہے کہ اسقدر طلبہ پڑھنے کو آئین جنکا صحیح اندازہ اسوقت نہین ہو سکتا۔ اب بھی بہت
کثرت سے طلبہ آتے ہین اور اسوجہ سے واپس کر دیے جاتے ہین کہ اُنکے وظیفہ کا کوئی انتظام نہین ہو سکتا
مسلمانونکی حالت یہ ہی کہ انکا اکثر حصہ افلاس اور تنگدستی مین مبتلا ہی۔ اتنی استطاعت نہین رکھتے
کہ اپنے صرف سے اولاد کو تعلیم دلا سکین وہ اسکے خواہشمند ہوتے ہین کہ تعلیم و تربیت کے انتظام کے ساتھ
اُنکے مصارف خورد و نوش کا بار بھی دار العلوم اُٹھائے اور دار العلوم مین کمی سرمایہ کی وجہ سے اتنی
گنجائش نہین ہی کہ کثرت سے طلبہ کو وظیفہ دیے جائین ابھی تک کوئی شکل اسکے مستقل سرمائے کی
نہین نکلی۔ جیسے مدرسین ہم چاہتے ہین اُنکے رکھنے کے لیے معقول سرمایہ چاہیے درسگاہین ہونی
چاہئین مختصر یہ کہ دار العلوم کا سرمایہ خود اسکی ضرورتین نہین پوری کر سکتا چہ جائیکہ اس سے وظائف
دیے جائین۔ تاہم اسوقت بیس وظیفہ دار العلوم سے دیے جاتے ہین اور جسقدر دیے جاتے ہین وہ
اسکے سرمائے کے دیکھتے ہوئے بہت ہین۔

اس بات کی سخت حاجت ہی کہ جنکو خدا نے مقدرت دی ہے وہ منجملہ مصارف کثیرہ کے حسبۃً للہ ایک دو وظیفہ کا صرف بھی گوارا فرمائین تا کہ علما اور شرفا کی اولاد جو بے استطاعتی کیوجہ سے جاہل رہی جاتی ہی انکے صرف سے پڑھ کر انکے واسطے صدقہ جاریہ ہنین اور مسلمانونین پھر اُسی شان کے علما پیدا ہون جنکے دیکھنے کو ہماری آنکھین ترستی ہین اور انسے اسلام کا بول بالا ہوا ور وہ دقتین رفع ہون جو اسوقت پیش آرہی ہین۔ اگر کبھی کسی واعظ کی ضرورت پڑتی ہے تو ایسے نہین ملتے جو اپنی زور تقریر اخلاق حسنہ اور مصلحت اندیشی سے لوگونکے دلون مین جگہ پیدا کرلین۔ مدرسین کی ضرورت پڑتی ہے تو تمام ہندوستان مین تلاش کیا جاتا ہے اور برسون مین بھی کامیابی نہین ہوتی اور مفتیونکا تو نام ہی نام ہی ایسے حضرات کہان ہین جوان نئی نئی پیچیدگیون کو جو آجکل پڑرہی ہین حل کرین اور مسلمانونکو مخمصے سی نجات دلائین حقیقت یہ ہی کہ کہنے کو تو واعظون اور مدرسون اور مفتیونکی کچھ کمی نہین مگر بسیار ست ونیست کا مضمون نہین صادق آتا ہے۔ اگر مسلمانون کو اس بات کی حاجت ہی کہ انکے اخلاق درست کیے جائین اور شریعت کے احکام سکھائے جائین اور انکے دنیوی کاروبار کی پیچیدگیون کو سُلجھایا جائے تو وہ خود غور کرین کہ ایسے دار العلوم کی کسقدر حاجت ہی اور وظائف دے کر طلبا کو کار آمد بنانے کی کتنی ضرورت ہی۔

وظیفۂ اعانت کی مقدار پانچروپیہ ماہوار ہے جس سے مصارف سکونت وخورد ونوش وغیرہ پورے کیے جاتے ہین یہ مقدار ایسی نہین۔ ہے جسکو ہمارے روسا خوشی سے انگیز نہ کرسکین ایسی تقریبین کثرت سے ہوتی رہتی ہین جنمین ہزارہا روپیہ ایکدودن مین اُڑا دیا جاتا ہے پھر اس سے نہ دینی فائدہ کے توقع ہونی ہی نہ دنیوی نیکنامی حاصل ہوتی ہے! اور اسمین تو ہم خرما و ہم ثواب کا مضمون ہے دنیا مین بھی نیکنامی ہاور آخرت مین خداوند برحق کی خوشنودی اور حضور سرور عالم صلعم کا تقرب اس سے بڑھکر کون دولت ہی ہمت اور توجہ چاہیے ؎ ہمت اگر سلسلہ جنبان شود ✤ مور تواند کہ سلیمان شود

اسوقت تک جن حضرات نے وظائف مقرر کیے ہین انکی یہ مہربانی بہت شکرگزاری کے قابل ہی ان حضرات مین سب سے پہلے ہم امیر الامرا ناصر الاسلام خان بہادر شیخ بہاء الدین صاحب سی۔ آئی۔ اے وزیر اعظم

جوناگڈھ کا ذکر خیر کرتے ہین جنھون نے دو وظیفے عنایت فرمائے ہین اور آپکی توجہ اسی پر قوت
نہین ہی بلکہ دار العلوم کے قائم ہونے سے پہلے تلو روپیہ سال ندوۃ العلما کو دیتے تھے اور دار العلوم
کے کھلجانے پر اتکے ۵ سو درسگاہ کی تعمیر کے لیے عنایت فرمائے جو اُنکے نام سے تعمیر کیگئی ہے
اور اب دو وظیفے دیے ہین اللہ تعالے انکے مراتب مین روز افزون ترقی اور اسکے ساتھ ہی اس سے
زیادہ توجہ کرنے اور مدد دینے کی توفیق عنایت فرمائے -

نواب وقار الملک بہادر مولوی مشتاق حسین صاحب رئیس امروہہ بھی ندوۃ العلما کو ابتدا سے مدد دیتے
رہتے ہین اور تین سال سے ایک وظیفہ عنایت فرماتے ہین آپنے امروہہ مین جس محبت سے وفد ندوۃ العلما
کا خیر مقدم کیا تھا وہ ہمیشہ ارکان کو یاد رہیگا - مولوی حکیم سید علی صاحب ناظم عدالت پربھنی علاقہ
حیدر آباد دکن صاحب فضل وکمال اور علم دوست بزرگ ہین - آپ بھی ابتدا سے بلغ ... اس
مین عنایت فرمارہے ہین - مولوی شاہ منیر الدین احمد صاحب رئیس اسلامپور بہار سے ندوہ کے
سچے ہواخواہ اور معین الندوہ اسلامپور کے سکرٹری نوجوان فاضل اور بہت باہمت رئیس ہین -
آپکا ذکر خیر پہلی کارروائیون مین ہوتا رہا ہے اور جو بیش بہا مدد آپنے ابتک دی ہے اس سے ہمارے
ارکان واقف ہین دو سال سے آپ بھی ایک وظیفہ دیتے ہین اور اسکے علاوہ مدد ظائف مین چندہ
کے طور پر ... رقم فراہم کرکے بھیجتے رہتے ہین - مولوی عبد الباری صاحب عظیم آبادی تاجر کلکتہ
اور قاضی محمد سعید صاحب رئیس کو ... نے بھی ایک ایک ... اس سال مقرر فرمایا ہے علاوہ
ان حضرات کے اور جن لوگون نے اس مد مین روپیہ دیا ہے ان سب کے واسطے ہم دعا کرتے ہین کہ اللہ
تعالے انکو دین و دنیا مین شاد و آباد رکھے - اس موقع پر ہم اپنی انجمن کے رکن خان بہادر حاجی شیخ
قادر بخش صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ فیض آباد کے عطیہ کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہین شیخ صاحب
نے ... سو روپے سال کی آمدنی کی جائداد دار العلوم کے طلبای غیر مستطیع کے واسطے اپنی جائداد موقوفہ
سے علیحدہ کردی ہے یہ فیاضی باعتبار استقلال سرمایہ کے بہت مسرت اور دلی اعتراف اور سچے
شکرگزاری کے قابل ہے - خداوند کریم ان حضرات کو اجر خیر دے اور دوسرے مسلمانونکو توفیق نیک - آمین -

فہرست کتب موجودہ دفتر ندوۃ العلما لکھنؤ

اسمای کتب	قیمت باعتبار کاغذ		کیفیت
	عمدہ	اسمی	
حصہ دوم روداد سال اول	۷ر	۰	اسمین ترمیم نصاب درس کے متعلق علما کی تقریرین درج ہین۔
روداد سال دوم	۱۲ر	۱۰ر	جلسہ دوم ندوۃ العلما منعقدہ لکھنؤ کی مفصل کیفیت ہے۔
تنظیم النظام التعلم والتعلیم	۰	۱۲ر	اصلاح طریقہ تعلیم پر مولانا شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی کا نہایت نفیس رسالہ ہے۔
مضامین ثلثہ	۳ر	۰	مولانا عبد الحق صاحب دہلوی و مولوی حبیب الرحمن خانصاحب شروانی رئیس بھیکن پور وغیرہ کی تقریرین ہین۔
مضامین اربعہ	۸ر	۶ر	اسمین مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی مولوی اعظم حسین صاحب خیر آبادی مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب اور مولوی محمد ابراہیم صاحب مرحوم کی تقریرین ہین۔
روداد سال سوم مع ضمیمہ	۱۴ر	۱۲ر	اسمین جلسہ سوم منعقدہ بریلی کی مفصل کیفیت درج ہے۔
تجویز دار العلوم	۳ر	۲ر	اسمین وہ مضامین و تقریرین ہین جو اہل الرای و اہل العلم نے دار العلوم کے متعلق بھیجی تھین۔
روداد سال چہارم	عہ	۱۴ر	اسمین جلسہ چہارم منعقدہ میرٹھ کے مفصل حالات ہین۔
علماے سلف	۶ر	۰	نہایت محنت اور تلاش سے علماے سلف کی زندگی کے حالات کو مولوی حبیب الرحمن خانصاحب رئیس بھیکن پور نے مرتب کر کے جلسہ چہارم مین پیش کیا تھا۔
البیان	ار	۰	نواب سید علی حسن خان صاحب رئیس بھوپال کا مضمون جو جلسہ چہارم مین پیش ہوا تھا۔
روداد سال پنجم	۴ر	۰	اسمین جلسہ خاص منعقدہ کانپور کے حالات درج ہین۔
مقاصد و ضوابط ندوۃ العلما	۳ر	۲ر	اسمین مختصر طور پر ندوۃ العلما کے تمام مقاصد تفصیل وار اور اسکے قواعد و ضوابط درج ہین۔
ارشاد الکملا۔	۳ر	۲ر	اسمین مولوی حفیظ اللہ صاحب نے ان شکوک کا جواب بدلائل قرآن و حدیث و اقوال و افعال ائمہ دیا ہے جو ندوۃ العلما کے طرز عمل پر وارد کیے گئے ہین۔
البرق اللامع والنوار الساطع		ار	علماے مدینہ منورہ اور علماے ہندوستان کا فتوی ندوہ کی حقانیت کے ثبوت مین ہے۔
القول الفاصل بین الحق والباطل		ار	اسمین نہایت سنجیدگی سے ندوہ کی ضرورت اور عظمت کو ثابت کیا گیا ہے۔
روداد سال ششم	عہ	۰	اسمین جلسہ ششم منعقدہ شاہجہان پور کی مفصل کیفیت درج ہے۔
روداد سال ہفتم	۰	۱۲ر	جلسہ ندوۃ العلما منعقدہ عظیم آباد پٹنہ کی مفصل کیفیت۔
ضمیمہ روداد سال ہفتم	۰	۲ر	پٹنہ کے جلسہ مین چند نظمین پیش ہوئی تھین وہ درج ہین۔
ندوۃ العلما کی ضرورت	۰	ار	مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شروانی نے پٹنہ کے جلسہ مین یہ مضمون پیش کیا تھا۔
نابینا علما	۰	۲ر	نہایت محنت اور تتبع سے علماے نابینا کے حالات کو قلمبند کر کے مولوی حبیب الرحمن صاحب نے پٹنہ کے جلسہ مین پیش کیا تھا۔ اسکو علماے سلف کا دوسرا حصہ سمجھنا چاہیئے۔
روداد سال ہشتم حصہ اول	۱۰	[illegible]	جلسہ ندوۃ العلما منعقدہ کلکتہ کی مفصل کیفیت درج ہے۔
روداد سال ہشتم حصہ دوم	۱۴	سور	اسمین ندوۃ العلما اور دار العلوم کی رپورٹ ہے جو کلکتہ کے جلسہ مین پیش ہوئی تھی اور اخیر مین شیخ عبد القادر صاحب اڈیٹر آبزرور کی بے نظیر تقریر ہے جو کلکتہ مین بیان کی تھی۔

مقاصد ندوة العلما

ندوة العلما کے پانچ مقصد ہین (۱) ترقی تعلیم (۲) طریقہ تعلیم کی اصلاح ضروری (۳) درستی اخلاق
(۴) رفع نزاع باہمی (۵) اہل اسلام کی بہبودی عام اور یہ طی شدہ امر ہے کہ اسکو امور سیاست سے کچھ تعلق نہوگا
ہر ایک مقصد کے مناسب عملی تجویزین قرار دیگئی ہین جنکا اجرا مسلمانونکی حالت موجودہ کیلیے
نہایت ضروری اور اُنکی دینی و دنیوی ضرورتون کے پورا کرنیکے لیے کافی ہین۔ اگر فضل ایزدی اُنکے
جاری کرنے اور قائم رکھنے مین موید ہوا تو قوم کو اس سے فوائد کثیرہ حاصل ہونگے جنکا اجمالی اندازہ حسب مندرجہ
ذیل ہی (۱) ترقی اسلام (۲) دہریت اور الحاد کی بیخکنی (۳) علمای باکمال کا موجود ہونا (۴) احکام شرعیہ
کی پابندی (۵) خلاف شرع رسوم اور اسراف سے بچنا (۶) صنعت و تجارت کی ترقی (۷) حسب ضرورت زمانہ
مفید مسائل اور اختراعات جدیدہ کی تحقیق (۸) بربادکن نزاعون اور جھگڑونکا موقوف ہوجانا (۹)
مسلمانون کا معاش اور معاد کی اصلاح مین مشغول ہونا۔

ندوة العلما کی رُکنیت کے قواعد حسب مندرجہ ذیل ہین

(۱) علمای کرام جنکو ندوة العلما کے ساتھ ہمدردی ہو اور تحریر یا تقریر کے ذریعے سے اسکو مدد دیسکتے
ہون وہ جہان ہون اور جس حال [illegible] ندوة العلما کے رُکن سمجھے جائینگے (۲) ہر دیندار مسلمان
ندوة العلما کا شریک سمجھا جائیگا بشرطیکہ [illegible] مصارف ضروریہ کیلیے سالانہ دیتا رہے اور
عطیے کی مقدار ہر شخص کی مقدرت اور فیاضی پر [illegible] (۳) ارکان ندوة العلما کے فرائض
حسب مندرجہ ذیل ہین (الف) احکام شرعیہ کا پورا احترام کرنا (ب) باہمی اتحاد اور ارتباط کو بڑھانا
(ج) ندوة العلما کے مقاصد و اغراض کے انجام دہی مین پوری کوشش کرنا [illegible]
ارکان ندوة العلما کو بلاقیمت دیجائے [illegible] اور جلسۂ عام مین تجویز پیش [illegible]
دینے کا حق ہوگا اور جلسۂ انتظامیہ [illegible]
بحیثیت ندوة العلما سے رکھتے ہون اور رکن [illegible] جلسۂ انتظامیہ فرائض ادا کرتے ہون [illegible]
رکنیت سے پہلے شائع ہوچکی ہین پوری قیمت پر اور سال رکنیت کی [illegible]